"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

احسان ۱۳۵۷ ہش
جون ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر
حافظ مظفر احمد

ایوانِ محمود، مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

سرائے خدمت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاستبقوا الخیرات

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعودؓ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۲۵ : نمبر ۸

احسان ۱۳۵۷ ہش

جون ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر

حافظ مظفر احمد

نائبین

• بشارت احمد محمود • ملک خالد محمود

• محمد الیاس منیر • سید حسین احمد

• پبلشر: محمد شفیق قیصر • پرنٹر: سید عبدالحی • مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ • مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد" دار الصدر جنوبی ربوہ

الفہرس

آکار رشتہ

کسرِ صلیب

صادق و مصدوق حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مسیح موعود کا ایک عظیم الشان کارنامہ کسرِ صلیب بیان فرمایا تھا۔ جس سے مراد یہ تھی کہ مسیح موعود دلائل و براہین کی آبدار تلوار سے صلیبی عقائد کو پاش پاش کر دے گا۔ اور صلیب کے علمبردار عیسائی مذہب کا بطلان ثابت کرے گا۔ اس پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کاسرِ صلیب ہونے کا دعویٰ فرمایا اور عیسائیت کے بنیادی لیکن باطل عقائد۔ الوہیت مسیح۔ کفارہ اور تثلیث کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر ان کی مذہب کی عمارت کو مسمار کر کے رکھ دیا۔

کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں۔ ان پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے۔ میرے کام کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے۔ اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کے ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔"

(فتح اسلام ص۱۱ حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"جب تم مسیح کا مردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہُوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ کہ ابھی تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ چاہتا ہے کہ اس ... کو ر... گر گئے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلادے۔

اسی لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔" (ازالہ اوہام ص۵۶۲)

"مسیح موعود کے وجود کی علت غائی احادیث نبویہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ عیسائی قوم کے دجل کو دور کر دے گا۔ اور ان کے صلیبی خیالات کو پاش پاش کر کے دکھلا دیگا چنانچہ یہ امر میرے ہاتھ پر خدا تعالیٰ نے ایسا انجام دیا کہ عیسائی مذہب کے اصول کا خاتمہ کر دیا۔" (کتاب البریہ حاشیہ ص۲۶۲)

گذشتہ شماروں میں ہم لنڈن میں ہونے والی کسر صلیب کانفرنس کا ذکر کر چکے ہیں جو ۲ تا ۴ جون کو منعقد ہو رہی ہے جس میں مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کے متعلق مختلف پہلوؤں پر احمدی علماء کے علاوہ عیسائی محققین بھی مقالات پیش کریں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کانفرنس میں شرکت فرمانے اور اپنا مقالہ پڑھنے کے لئے بنفس نفیس یورپ تشریف لے جا چکے ہیں۔

اس کانفرنس کی تقریب کفن مسیح پر منائی میں عیسائیوں کی لنڈن میں ہونے والی کانفرنس سے پیدا ہوئی تھی۔ جب اب ملتوی کر دیا گیا ہے۔ (لبعد کی اطلاع ہے کہ سرے سے کوئی پروگرام ہی نہیں) اس کانفرنس کی اہمیت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ربوہ سے سفر یورپ پر روانہ ہونے سے قبل فرمایا کہ لنڈن میں جو کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس کا آجکل بڑا چرچا ہے، چرچ کی طرف سے بھی اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ ہمارے لنڈن مشن کو دھمکی آمیز خطوط آ رہے ہیں۔ خود مجھے بھی اسی قسم کا ایک بڑا دلچسپ نوٹ ملا ہے۔ میں اس موقع پر احباب کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد دلاتا ہوں۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي۔ دھمکیاں دینے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ہماری فطرت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنا ہمارا شعار ہے۔ پس دوست دعا کرتے رہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کے سامان پیدا کر دے۔ ہر آن ہمارا حافظ و ناصر ہو اور اس سفر میں روح القدس سے ہماری مدد کرے۔ آپ نے فرمایا کہ

حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب سے بچ نکلنے کی بعض شہادتیں صدیوں تک چھپی رہیں

— اس میں حکمت یہ تھی کہ ...... اُمتِ محمدیہ میں وہ شخص پیدا ہو جاتا جس کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے "کاسرِ صلیب" کا لقب عطا فرمایا ہے ...... اس لئے اب اس غلط عقیدہ کا پردہ ضرور چاک ہو کر رہے گا۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق۔

اس شمارہ میں کسرِ صلیب کانفرنس کی مناسبت سے خصوصی مقالات شامل اشاعت کئے جا رہے ہیں۔

- پہلا خصوصی مقالہ جناب سید محمود احمد صاحب ناصر کا ہے جو حضرت مسیح ناصری کی صلیبی موت سے نجات اور سفرِ ہجرت سے متعلق تحقیق کے ۲۷ پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ تحقیق کے ان دریچوں سے جھانکیے تو ایک وسیع میدانِ تحقیق نظر آتا ہے — جو تحقیق کی ٹھوس بنیادیں پیش کر کے محققین کو دعوت تحقیق دے رہا ہے۔
- دوسرا تحقیقی مقالہ جناب شیخ عبد القادر صاحب محقق کا ہے۔ جس میں کنعان سے کشمیر تک حضرت مسیح ناصریؑ کے سفرِ زندگی کے دلچسپ حالات اناجیل کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔
- اسی سلسلہ کے تیسرے مضمون میں جناب بشیر احمد صاحب زاہد "حضرت مسیح ناصری اور حادثہ صلیب سے متعلق عصرِ حاضر کے علماء و ادباء کی آراء" پیش کرتے ہیں۔
- اس کے علاوہ اس شمارہ میں شذرات اور "باتیں خنجل کی" کے سلسلہ کی اقساط ہیں۔

ٹائیٹل:- اس شمارہ پر ٹائیٹل پیج کی تصاویر اختر سٹوڈیو ربوہ کی تیار کردہ ہیں۔ جو شکریہ کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں۔

کاسرِ صلیب علیہ السلام نے فرمایا:-

"خدا نے کسرِ صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اس کو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اس کو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے سو سنہ عیسوی کی بیسویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ تا ۸۷)

مقالۂ خصوصی

حضرت مسیح ناصری کے واقعہ صلیب

اور

ہجرت سے متعلق تحقیق کے ۲۷ پہلو

(جناب سید میر محمود احمد ناصر استاذ الجامعہ)

یہ مضمون مجلس بزمِ حسن بیان خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے زیرِ اہتمام ایوانِ محمود میں پڑھا گیا۔

(مدیر)

پہلا پہلو:-

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے واقعۂ صلیب اور ہجرت کشمیر کے بارہ میں قرآن شریف نے نہایت جامع اور اصولی رہنمائی فرمائی ہے۔ اور آیاتِ کریمہ اِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ عَنْکَ اور وَ مَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَ لٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ اور وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ اور جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ اور مُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور اٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ اور دوسری آیات میں اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔

اس موقعہ پر خاکسار اربابِ فضل و بصیرت پر جو یہاں تشریف فرما ہیں دو امور برائے استفسار و رہنمائی پیش کرنا چاہتا ہے۔ اوّل یہ کہ کیا شُبِّہَ لَھُمْ کے الفاظ ان معنوں کے متحمل ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کی ایک شبیہ ایک فوٹو ان کی بعثت کے لئے اتارا گیا۔ دوسرے یہ کہ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ کی آیت کا تعلق اس بیان سے ہو سکتا ہے جو افغانستان کی تاریخ میں درج ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی اطلاع ملنے پر افغانستان کے بنی اسرائیل کا ایک وفد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ایمان لایا۔ اور حضورؐ نے اس وفد کے لیڈر قیس کو پٹھان کے لقب سے نوازا جو آرامی زبان میں جہاز کے تو ا Rudder کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

دوسرا پہلو:-

احادیث نبویہ میں بھی حضرت مسیح کے عمر پانے اور لمبے سفر کرنے کی طرف اشارے پائے

جاتے ہیں۔ آپ کے ۱۲۰ یا ۱۲۵ سال عمر پانے کی روایت معروف ہے یہ بھی ذکر ہے کہ اس لمبے سفر کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا تھا لکھا ہے اَوحی اللّٰہ الیٰ عیسیٰ ان یا عیسیٰ اِنتقِل من مکانٍ الیٰ مکانٍ لِئلّا تُعرف فتُؤذیٰ اور اس حکم کی تعمیل کا ذکر یوں ہے کَانَ عِیسیٰ ابنُ مَریَمَ یَسِیحُ فاذا اَمسیٰ اَکَلَ بَقلَ الصَّحراءِ ویَشرَبُ المَاءَ القَرَاحَ۔

تیسرا پہلو۔

اس تحقیق کا تیسرا عظیم الشان پہلو خدا تعالیٰ کا وہ تازہ الہام ہے۔ جو کاسر الصلیب علیہ السلام پر نازل ہوا اور وہ عظیم تحقیق ہے جو اس موضوع پر حضور علیہ السلام نے پیش فرمائی اور جس کے بہت سے پہلو ۸۳ برس گذر جانے کے باوجود اب بھی درِّ مکنون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں اور رازِ حقیقت کے علاوہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ ایام الصلح۔ تریاق القلوب۔ کتاب البریہ۔ تذکرۃ الشہادتین۔ ست بچن۔ الہدیٰ نور القرآن۔ کشتی نوح۔ چشمۂ معرفت میں یہ تحقیق پیش فرمائی ہے۔

چوتھا پہلو:۔

اس تحقیق کا وہ دلائل ہیں جو مسیحیوں کی کتاب مقدس نئے عہدنامہ میں حضرت مسیح کے صلیب سے بچنے کے متعلق ملتے ہیں اور وہ قرائن اور اشارے ہیں جو ان کی ہجرت کے متعلق پائے جاتے ہیں۔ یہ پہلو بھی اپنے اندر بڑی وسعت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح کے نشان کا یوناہ کے نشان سے مشابہ ہونا۔ حضرت مسیح کی دردمندانہ دعا اور اس کی قبولیت۔ واقعۂ صلیب کی تفاصیل صلیب کے بعد حضرت مسیح کی حواریوں سے خفیہ ملاقاتیں۔ مزعومہ موت کے بعد حضرت مسیح کے جسم سے خون بہنا اور موجودہ تحقیق کی رو سے اس بات کا ثبوت کہ اناجیل میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کے بیانات سب الحاقی اور بعد کے ہیں۔ یہ سب باتیں حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچ جانے کا ثبوت ہیں۔ اور حضرت مسیح کے یہ الفاظ کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں وغیرہ الفاظ ان کی ہجرت از وطن کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

پانچواں پہلو۔

اس تحقیق کا پانچواں پہلو یہ ہے کہ پرانے عہدنامہ کے بیانات اور پیشگوئیاں جو حضرت مسیح ناصری پر انجیل نویسوں اور ابتدائی کلیسیا نے چسپاں کیں ان میں بھی حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچنے اور ہجرت کر کے مجالس مومنین میں خدا کی حمد بلند کرنے کے اشارے ہیں۔ مثلاً زبور ۲۲ باب جو انجیل نویسوں نے حضرت مسیح کے واقعات صلیب

کی پیشگوئی کے طور پر چسپاں کیا ہے اور جس کا پہلا فقرہ ایلی ایلی لما سبقتانی خود حضرت مسیح کی زبانِ مبارک پر جاری تھا واضح طور پر حضرت مسیح کے صلیب سے بچنے کا اشارہ کر رہا ہے۔

چھٹا پہلو:-

اس تحقیق کا چھٹا پہلو اس موضوع پر طبی کتب کی شہادات ہیں۔ جو مرہم عیسےٰ یا مرہم حواریین یا مرہم رسل یا مرہم شلیخا کے ناموں سے ایک مرہم کا ذکر کر کے اس واقعہ کے متعلق تفتیش کا ایک اہم دروازہ کھولتی ہیں۔

ساتواں پہلو:-

اس تحقیق کا ساتواں پہلو سرینگر کے محلہ خانیار میں حضرت مسیحؑ کی اس قبر کا وہ زبردست انکشاف ہے جس کے سامنے علمی دنیا کے عظیم الشان انکشافات بھی ماند پڑ جاتے ہیں۔ اور آیت کریمہ وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کی عظمت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور انسان بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے :-

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

آٹھواں پہلو:-

اس تحقیق کا آٹھواں پہلو وہ شہادات اور قرائن ہیں جو تبت اور لداخ وغیرہ علاقوں کے بدھ ازم میں مسیحیت سے غیر معمولی مشابہت اور اس بدھ ازم کی کتب میں حضرت مسیح کے اس علاقہ میں آنے کے ذکر سے مستنبط ہوتی ہیں اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روسی سیاح نکولس نوٹوویچ کا خصوصی ذکر فرمایا ہے

نواں پہلو:-

اس تحقیق کا نواں پہلو وہ شہادات ہیں جو خود مسیحیوں کی قدیم تحریرات سے حاصل ہوتی ہیں۔ ان تحریرات میں وہ اناجیل بھی ہیں جو بہت سی اناجیل کی طرح مقدس قرار دے کر نئے عہد نامہ کا حصّہ نہیں بنائی گئیں۔ اور ابتدائی صدیوں کے مسیحیوں کی دوسری تحریرات بھی ہیں۔ جن میں سے بعض کو اپنے خیالات کے مطابق نہ پا کر ملحد عیسائی قرار دے دیا گیا ان تحریرات میں برنباس کی انجیل۔ مسیح اور بادشاہ ابجیرس کی خط و کتابت نکودیمس کی انجیل۔ قبطی زبان میں مصر کے مقام ناگ حمادی سے منکشف ہونے والی فلپ کی انجیل۔ کتاب Pistis Sophia اور اگنیشس کا خط شامل ہیں۔

دسواں پہلو:-

اس تحقیق کا ایک نہایت اہم اور وسیع پہلو بنی اسرائیل کے قبائل کے انتشار سے تعلق رکھتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ اپنے وطن سے نکل کر ایران افغانستان کشمیر تبت کی طرف پھیلے اور اس بات کے ثبوت سے متعلق ہے کہ افغان اور کشمیری اسرائیلی الاصل ہیں۔ یہ پہلو

پھر آگے بہت سی شاخوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اور نہایت دلچسپ تحقیق پر مشتمل ہے۔

گیارھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا ایک پہلو یہ ہے کہ حضرت مسیح نے کن کن ممالک کا سفر کیا۔ اور کونسا راستہ اختیار کیا۔ اور کس حد تک ان سفروں کو نقشوں پر دکھایا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصریؑ کے فلسطین سے عراق شام ایران افغانستان ہوتے ہوئے برصغیر کے شمالی علاقہ میں آنے اور کشمیر جانے کے ذکر کے علاوہ وسطی ہند تبت اور نیپال جانے کے امکان کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ۲ نقشے بھی اپنی کتب میں شامل فرمائے ہیں

بارھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا بارھواں پہلو وہ چادر ہے جس میں حضرت مسیح کو صلیب سے اتار لینے کے بعد لپیٹا گیا تھا اور جو اب ٹورین میں محفوظ ہے اس چادر پر نہ صرف مسیح کی صاف عکسی تصویر منفی طور پر موجود ہے بلکہ آپ کے زخموں سے بہے ہوئے خون کے نشانات بھی محفوظ ہیں۔ دنیا نے حضرت مسیحؑ کے خون کو اپنی نجات کا وسیلہ بنایا تھا اور اب وہی خون نجات کی صحیح راہ کی نشاندہی کر رہا ہے۔

تیرھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا تیرھواں پہلو قدیم زمانہ کے تاریخی اور دوسرے لٹریچر سے تعلق رکھتا ہے جو مختلف اقوام میں تشکیل پایا۔ ان کتب میں اس موضوع پر کچھ اشارے ملتے ہیں مثلاً اسلامی لٹریچر میں کتاب روضۃ الصفا۔ سراج الملوک عین الحیات۔ تاریخ طبری۔ اصول کافی۔ اکمال الدین و اتمام النعمت۔ بحار الانوار۔ جامع التواریخ۔ ناسخ التواریخ اور کشمیر کی پرانی تواریخ مثلاً راج ترنگنی۔ تاریخ اعظمی میں اس بارے میں اشارے پائے جاتے ہیں۔ ہندوؤں کی مقدس کتاب بھوشیہ پران میں حضرت مسیح کے ہمالیہ کے دامن میں آنے کا واضح ذکر موجود ہے۔

چودھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا چودھواں پہلو یہ ہے کہ جن ممالک میں حضرت مسیح نے سفر کیا۔ ان میں حضرت مسیح کے قدموں کی چاپ دھیمی دھیمی سنائی دیتی ہے۔ مثلاً افغانستان میں ایک شہزادہ نبی کا چبوترہ ابھی تک موجود ہے۔ کشمیر کے کوہ سلیمان کی عمارت پر سکھوں کے عہد تک کچھ کتبات موجود تھے۔ جو پیغمبر یوز آسف نبی کے واضح ذکر پر مشتمل تھے۔

پندرھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا پندرھواں پہلو دنیا کی متعدد زبانوں میں رائج ایک قصہ سے تعلق رکھتا ہے جس کا مرکزی کردار یوز آسف ہے یہ قصہ عربی

یونانی۔ جبارجی سنسکرت اور یورپین زبانوں میں قدیم سے چلا آتا ہے اور اس قصہ میں انجیل کی تعلیم کی جھلک اور مسیح کے سفر کے اشارے ملتے ہیں۔ شیعہ کتاب اکمال الدین واتمام النعمت کی رو سے یوز آسف بالآخر کشمیر میں آکر فوت ہوئے۔

سولھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا سولھواں پہلو حضرت مسیحؑ کے بارہ حواریوں میں سے ایک حواری توما کی برصغیر میں آمد سے متعلق ہے جس کا یہاں آنا اور تبلیغ کے ذریعہ مسیحی کلیسیا کا قیام اب ایک مسلّمہ حقیقت سمجھا جاتا ہے ایک قدیم کتاب اعمالِ توما میں توما کے ٹکسلا آنے کے واضح ذکر کے علاوہ حضرت مسیح کے فلسطین سے باہر ہندوستان کے راستہ میں کسی شہر کے راجہ کے بیٹے کی شادی میں شرکت کا اشارہ بھی موجود ہے۔

سترھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا سترھواں پہلو ان قدیم تحریرات و روایات سے تعلق رکھتا ہے جو پیلاطوس کے گرد گھومتی ہیں جس کی عدالت میں حضرت مسیح کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا۔ ایک روایت میں اشارہ ہے کہ رومن امپیرر کے سامنے پیشی ہوئی مگر چونکہ پیلاطوس حضرت مسیحؑ کا ایک چغہ پہنے ہوتا تھا۔ اس لئے امپیرر کا غصہ فرو ہو جاتا اور وہ پیلاطوس کے خلاف فیصلہ نہ دے سکتا۔ اس قسم کی روایات میں تحریف کے قرائن موجود ہیں مگر ان پر اگر مزید تحقیق کی جائے تو شاید حقیقت کھل کر سامنے آجائے کہ پیلاطوس نے حضرت مسیح کو بچانے کی جو کامیاب کوششیں کیں وہ اس کو امپیرر کے دربار میں معتوب کرنے کا باعث بنیں۔

اٹھارھواں پہلو:۔

اس تحقیق کا اٹھارھواں پہلو ان روایات سے تعلق رکھتا ہے جن میں توما کے علاوہ بعض دوسرے حواریوں کے برصغیر میں آمد کا ذکر ہے مثلاً بارہ حواریوں میں سے ایک حواری برتلمائی نام کے متعلق ٹھٹھہ کے علاقہ میں رہنے والے عیسائی فقیر قبائل اس بات کے مدعی تھے کہ وہ برتلمائی یہاں آیا تھا۔ اور اس کے ذریعہ وہ عیسائی ہوئے ان کا دعویٰ تھا کہ ان کے پاس سے بعض قدیم آرامی زبان کی تحریرات بھی موجود ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔

انیسواں پہلو:۔

اس تحقیق کا انیسواں پہلو چین میں قدیم زمانہ میں ایسے اہلِ کتاب کا پایا جانا ہے جو اس بات سے واقف ہی نہیں تھے کہ مسیح صلیب پر مر گیا تھا۔ چین کے ایسے اہلِ کتاب کا ذکر حضرت اورنگ زیب کے عہد کے فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیئر نے بھی کیا ہے۔

بیسواں پہلو:۔

اس تحقیق کا جدید ترین اور نہایت اہم پہلو

وہ فرقہ ہے جو ہرات کے نواح میں آباد ہے اور جس کی تعداد ایک ہزار کے قریب اور جس کے موجودہ سربراہ ابایحیٰ ہیں - یہ فرقہ حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچنے اور کشمیر تشریف لانے کا عقیدہ رکھتا ہے -

اکیسواں پہلو :-

اس تحقیق کا ایک پہلو زبانی تواترات و روایات ہیں جو اس موضوع پر روشنی ڈالتی ہیں - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زبانی تواتر کے بارہ میں قریباً تیرہ شہادات اپنی کتاب الہدیٰ والتبصرۃ لمن یری میں تحریر فرمائی ہیں

بائیسواں پہلو :-

اس تحقیق کا بائیسواں پہلو حضرت مسیح سے پہلے اور آپ کے زمانہ میں - اور آپ کے بعد ہند و فلسطین کے روابط اور مواصلات سے متعلق ہے - بعض لوگوں کو اس زمانہ میں رسل و رسائل کے تعلقات کی عدم موجودگی کی وجہ سے حضرت مسیح کا فلسطین سے برصغیر آنا عجوبہ معلوم ہوتا ہے - حالانکہ سکندر کے حملہ کے بعد یہ عذر بہت حد تک گر چکی تھیں - حضرت مسیح کی اپنی مادری زبان یعنی آرامی یورپ مشرق وسطیٰ اور ہندوستان تک تاجروں کے ذریعہ lingua franca بن چکی تھی اور رابرٹ گریوز کی یہ بات بالکل سچ ہے کہ Direct Israelite contact with India had begun centuries earlier.

تئیسواں پہلو :-

اس تحقیق کا تئیسواں پہلو یہ ہے کہ موجودہ زمانہ سے پہلے وقتاً فوقتاً بعض لوگ حضرت مسیح کی صلیبی موت سے بچ جانے کے نتیجہ پر پہنچتے رہے ہیں مثلاً قریباً دو سو سال پہلے ایک شخص Venturini نے یہ خیال پیش کیا - ان لوگوں نے یہ خیال کس بناء پر پیش کیا ان کے دلائل کیا تھے ان کے سامنے کونسی تحریرات یا روایات تھیں اس کا جائزہ لینا بھی مفید ہو سکتا ہے -

چوبیسواں پہلو :-

اس تحقیق کا چوبیسواں پہلو یہ حقیقت ہے کہ جس قسم کی صلیب پر حضرت مسیح کو لٹکایا گیا اس قسم کی صلیب سے زندہ بچکر اتر آنا طبی طور پر ممکن ہے اور تاریخی طور پر ایسے واقعات ثابت ہیں

پچیسواں پہلو :-

اس تحقیق کا پچیسواں پہلو یہ ہے کہ مسیحیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم تحقیق پر جو اعتراضات کرنے کی کوشش کی ہے اس کا مدلل اور ٹھوس جواب تیار کر کے شائع کیا جائے - مثال کے طور پر لندن یونیورسٹی کے اسلامی فقہ کے شعبہ کے چیئرمین پروفیسر اینڈرسن نے جو ایک متعصب عیسائی ہیں - اس پر جو اعتراضات کرنے کی کوشش کی ہے - گو

حقیقتاً ان اعتراضات کے ذریعہ انہوں نے اپنی علمیت کی پردہ دری کروائی ہے۔

چھبیسواں پہلو۔

اس تحقیق کا چھبیسواں پہلو وہ روشنی ہے جو قدیم سکوں کی دریافت سے اس موضوع پر پڑ سکتی ہے۔

ستائیسواں پہلو۔

اس تحقیق کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس تحقیق کو مزید وسعت دینے کے لئے کن خطوط پر کام کیا جائے یہ پہلو بہت اہم ہے اور اس بارہ میں کاسر الصلیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس پر اپنی معروضات کا اختتام کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خلاصہ یہ کہ ان تمام امور کو جمع کرنے سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور حضرت عیسٰے علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ یہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بدھ مذہب کی کتابوں میں ان کے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے۔ اور جو مزار حضرت عیسٰے علیہ السلام کا کشمیر میں ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریباً ۱۹۰۰ برس سے ہے یہ اس امر کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے غالباً اس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہونگے جو اب مخفی ہیں۔ ان تمام امور کی مزید تحقیقات کے لئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ تیار ہو رہا ہے۔ جس کے پیشرو اخویم مولوی حکیم حاجی حرمین نور الدین صاحب سلمہ ربہ قرار پائے ہیں یہ قافلہ اس کھوج اور تفتیش کے لئے مختلف ملکوں میں پھرے گا اور ان سرگرم دینداروں کا کام ہو گا کہ پالی زبان کی کتابوں کو بھی دیکھیں کیونکہ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس نواح میں بھی اپنی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں گئے تھے لیکن بہرحال کشمیر میں جانا اور پھر تبت جا کر بدھ مذہب کی پستکوں سے یہ تمام پتہ لگانا اس جماعت کا فرض منصبی ہو گا۔ اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور نے ان تمام اخراجات کو اپنے ذمہ قبول کیا ہے لیکن اگر یہ سفر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بنارس نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت وغیرہ ممالک تک کیا جائے جہاں جہاں مسیح علیہ السلام کی بود و باش کا پتہ ملا ہے تو کچھ شک نہیں کہ یہ بڑے اخراجات کا کام ہے اور امید کی جاتی ہے کہ بہرحال اللہ تعالیٰ اس کو انجام دے!"

[illegible]

تحقیقی مقالہ ۱

حضرت مسیح ناصریؑ کا سفرِ زندگی

کنعان سے کشمیر تک

جناب شیخ عبد القادر محقق - لاہور

تاریخ کے انیس ورق الٹیئے۔ ایک روح فرسا منظر آپ کے سامنے ہے۔ بنی اسرائیل کا ایک مظلوم پیغمبر حوالۂ صلیب کیا جا رہا ہے۔ اس حادثہ سے قبل اس مقدس انسان نے جنابِ الٰہی میں نہایت دلسوزی سے دعائیں کیں۔ منہ کے بل گر گر اس نے کہا:

"اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ
پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔"

صلیب پر جب اس نے دیکھا کہ میری دعائیں بظاہر بار آور نہیں ہوئیں تو بلند آواز سے چلایا۔

"ایلی ایلی لما سبقتانی" اے میرے خدا اے میرے خدا۔ تیری نصرت کے وعدے کیا ہوئے؟ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ پیغمبر یروشلم اس دعا کے بعد گہری بیہوشی میں ڈوب گیا۔

خدا تعالیٰ کی نصرت و مدد کے آثار آفاق و انفس میں نمودار ہوئے۔ آنًا فانًا ایک طوفان اور زلزلۂ عظیمہ کی لپیٹ میں وہ زمین آگئی جس پر یہ ظلم روا رکھا جا رہا تھا۔ ہیکل کا پردہ بیچ سے پھٹ گیا۔ قبریں کھل گئیں۔ پہریدار خوف سے لرزہ براندام تھے۔ عوام بھاگ کھڑے ہوئے افسر صلیب پہلے ہی اس مظلوم انسان سے ہمدردی رکھتا تھا۔ پیلاطوس کی بیوی اپنے خواب کی بنا پر اپنے شوہر پر زور ڈال چکی تھی کہ یہ خونِ ناحق اپنی گردن پہ نہ لو۔ پیلاطوس نے بھری عدالت میں علمائِ یہود اور عوام کے سامنے اپنے ہاتھ دھوئے[1] کہ اس بے گناہ خون سے میں بری الذمہ ہوں۔ وہ رائے عامہ اور ہیرودیس کے خصوصی اختیارات کے سامنے مجبور تھا لیکن اس نے درپردہ اشارہ کر دیا کہ ایسے وقت اور ایسے طور پر صلیب دیا جائے کہ کسی طرح اس کی جان بچ جائے چنانچہ افسرِ صلیب نے ایسے وقت صلیب کی تجویز کی۔ جبکہ سبت کے شروع ہونے میں چند گھنٹے باقی تھے سبت کے شروع ہونے پر یہودی شریعت کی

---

[1] انجیل پطرس میں لکھا ہے کہ پیلاطوس نے ججوں کے سامنے ہاتھ دھوئے۔ سزا ہیروڈ نے دی تھی یہ انجیل قرنِ اول میں لکھی گئی۔

رُو سے کوئی شخص صلیب پر نہیں رہ سکتا تھا۔ طوفان اور زلزلہ کے خوف سے سب احبار یہود منتشر ہو چکے تھے طوفان کے باعث اندھیرا چھا گیا۔ اب محافظین کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ملزموں کو صلیب سے اتار لیں۔ دو چوروں کو جو اس مظلوم کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے صلیب پر سے اتار لیا گیا۔ وہ زندہ تھے ان کی ہڈیاں توڑ کر ان کو ٹھکانے لگا دیا گیا۔ ایک سپاہی نے یہ تسلی کرنے کے لئے کہ ان کا تیسرا ملزم زندہ ہے یا مر چکا ہے اس کی پسلی میں نیزے کی انی چبھو دی جسم میں کوئی حرکت اور ارتعاش پیدا نہ ہوا۔ اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ مر چکا ہے پیغمبر یروشلم کو صلیب پر سے اتارا گیا لیکن اس کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں۔ اس کا ایک گہرا دوست بلکہ در پردہ مرید یوسف آرمیتیا جو کہ کونسل کا ممبر اور پیلاطوس کا دوست تھا[1]۔ وہ اُسے بچانے میں پیش پیش تھا اسی طرح ایک حاذق حکیم بھی بدل و جان ممد تھا جو کہ ایسینی فرقۂ صوفیا سے تعلق رکھتا تھا۔ یوسف آرمیتیا کا دستِ راست اور شریک کار تھا اسی دوران یوسف آرمیتیا پیلاطوس سے پروانہ لے کر آ گیا کہ ملزم کی لاش اس کے سپرد

کر دی جائے۔ حکیم نقادیمس یہ دیکھ کر اپنی حیرت چھپا نہ سکا کہ پسلی کے زخم سے خون اور پانی بہہ رہا ہے۔ اس کی آنکھوں میں امید سے جان بر آئی۔ وہ یوسف کو ایک گوشے میں علیحدہ لے آیا۔ جہاں اس مظلوم انسان کے بعض شاگرد کھڑے تھے۔ اور دھیمی تیز آواز سے کہنے لگا۔

"پیارے دوستو! میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ ہمارا دوست مرا نہیں ہے اس کی حالت صرف اس لئے ایسی نظر آرہی ہے کہ اس کی طاقت بالکل زائل ہو گئی ہے۔"[1]

حکیم نقادیمس یوسف آرمیتیا اور بعض ایسینی برادرانِ طریقت نے اپنے دوست کی نگہداشت، علاج اور خدمت میں اپنے سارے وسائل صرف کر دیئے ایک کشادہ غار میں زود اثر مرہموں کی چادر میں لپیٹ کر اسے رکھ دیا گیا۔

اس غار کو ادویات کا بخور دیا گیا قدرتی بخور یوں مل گیا کہ زلزلہ کے باعث چٹانیں تڑخنے کی وجہ سے بعض گیسیں نکل آئیں جن کے بخارات غشی میں مبتلاء مریضوں کے لئے تیر بہدف تھے۔

---

[1] انجیل پطرس میں ہے کہ یوسف آرمیتیا جہاں حضرت مسیح کا دوست تھا وہاں وہ پیلاطوس کا بھی گہرا دوست تھا۔

[1] واقعہ صلیب کی چشم دید شہادت ایک قدیم سکندریہ کے آثار سے ملی ہے اس میں یہ الفاظ آئے ہیں یہ کتاب ۱۹۰۷ء میں شکاگو سے شائع ہوئی "دی کروسی فکشن بائی این آئی وٹنس" اس کا نام ہے

تین دن ابھی نہیں گذرے تھے کہ مُردہ جسم میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ ارتعاش پیدا ہوا نبض پرحرکت ہوئی۔ اب اس نے آنکھیں کھول دیں بعض ایسینی برادرانِ طریقت اس دردناک منظر کے وقت موجود تھے اپنے آقا کا سر انہوں نے اپنی آغوش میں لے رکھا تھا۔ اس نے اپنے ایسینی بھائیوں کو دیکھا۔ گذشتہ واقعات ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ اُسے یقین ہو گیا کہ میری مضطربانہ دعائیں ضائع نہیں گئیں "مَتٰی نصر اللہ" کے جواب میں نصرتِ الٰہی دوڑتی ہوئی آئی اور اپنے آغوشِ محبت میں اس نے سمیٹ لیا۔ وہ اپنے ایک پیارے دوست کے سینہ سے لپٹ کر خوب رویا۔ اب اسے باغبان کا لباس پہنایا گیا۔ اس بہروپ میں وہ اپنے بعض انصار کے سہارے غار سے باہر نکلا۔ اور ایک مخفی مقام پر لے جایا گیا جہاں اس کا علاج جاری رہا۔ یہاں تک کہ وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ سرزمین یروشلم میں ایک عجیب ماجرا ہوا۔ ایک مصلوب جسے رومی سپاہی، سردار کاہن۔ یہودی احبار، بادشاہ ہیرودیس اپنی دانست میں مار چکے تھے زندہ ہو گیا۔ وہ انسان جس کے انفاس سے مردے (جاں بلب مریض) زندہ ہوئے بظاہر خود موت کی آغوش میں جا کر زندہ ہو گیا۔ لیکن یہ موت حقیقی موت نہیں تھی بلکہ موت کی غشی تھی۔ جس سے اللہ تعالےٰ نے اسے نکال باہر کیا۔ یوں یروشلم میں ایک مُردہ زندہ ہو گیا۔

جانتے ہو یہ مظلوم انسان کون تھا اس کا نام عیسےٰ مسیح تھا۔ وہ اپنی قوم کے لئے مسیحا بن کر آیا۔ مسیح کے معنے جہاں برکاتِ روحانی اور انفاسِ طیبہ سے مسح کرنے کے ہیں وہاں اس کے معنے بہت سیاحت کرنے والے کے بھی ہیں[1]۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا دورِ سیاحت واقعہ صلیب کے بعد شروع ہوا۔ ایشیا کی سرزمین کو آپ نے اپنے قدموں سے برکت دی اور چلے گیا۔ اس تحقیق کی تائید میں بعض تاریخی شواہد پیش ہیں:۔

مکتوبِ سکندریہ

یروشلم میں اخوتِ ایسینیہ کے ایک رُکنِ اعلیٰ نے سکندریہ میں ایک مکتوب بھیجا۔ سکندریہ کی ایک پرانی خانقاہ سے یہ مکتوب مل چکا ہے۔ واقعہ صلیب کے سات سال بعد صلیبی راز سے پردہ اُٹھایا گیا مکتوب کا خلاصہ یہ ہے کہ صلیبی موت سے حضرت مسیح بچائے گئے ان کو بالآخر اسی جگہ پناہ ملی جسے آج وادی قمران کہتے ہیں اور جہاں کے غاروں سے ایسینی صوفیا کا بیش بہا لٹریچر اور صحائف کے

---

[1] انجیل فلپ جو کہ دوسری صدی میں لکھی گئی اس میں لفظ مسیح کے دو معنے لکھے ہیں۔ ممسوح اور سیاحت کیا گیا۔

آثار ملے ہیں۔ اس انکشاف کے بعد یہ مکتوب اپنی
خاکستر سے زندہ ہو گیا ہے۔ عصر حاضر کے علماء اسے
ایک وضعی دستاویز سمجھتے رہے لیکن صحائف قمران
نے اس کا ایک ایک لفظ سچا ثابت کر دیا۔
مکتوب میں ہے کہ صلیبی موت سے نجات کے
بعد حکیم نقادیمس اور یوسف آرمتیا حضرت مسیح
علیہ السلام کو اسینی فرقہ کی ایک پناہ گاہ میں
جو کہ ایک باغ میں گھری ہوئی تھی لے آئے۔

" یسوع اس وقت بہت نحیف البدن
اور ضعیف ہو رہا تھا۔ اس کے زخم
اب بہت درد کرتے تھے اور اس
کے دل پر اس بات کا بڑا اثر تھا کہ
یہ ایک معجزہ ہوا ہے "

اس نے کہا کہ

" خدا نے مجھے پھر اٹھا لیا ہے تا کہ
وہ بات جو کہ میں تعلیم کرتا تھا اس کو
صحیح ثابت کر دوں۔ اور اپنے شاگردوں
کو دکھاؤں کہ میں زندہ ہوں "

چند دن کے بعد جب زخم اچھے ہونے لگے اور یسوع
کے جسم میں توانائی آ گئی تو اس نے کہا۔

" میرے شایانِ شان نہیں کہ میں
اب چھپا رہوں۔ کیونکہ یہ ضرور ہے
کہ استاد اپنے شاگردوں میں ہو اور
بیٹا اپنی ماں کے گلے ملے "

یسوع نے پھر کہا:

" مجھے موت کا ڈر نہیں کیونکہ یہ تو پوری
ہو کر رہے گی اور دشمن اس بات
کا اعتراف کریں گے کہ خدا نے مجھے
بچا لیا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے
کہ ابھی میں نہ مروں "

اسینی فرقہ کے بزرگوں نے مشورہ دیا کہ آپ
کا پناہ گاہ سے باہر جانا خطرہ سے خالی نہیں ہے
یسوع کا دل جو جوش سے بھرا ہوا تھا۔ وہ
کب ان باتوں سے راضی ہو سکتا تھا۔ اس نے
کہا کہ

" میرے اندر خدا کی آواز موت کے
خوف سے زیادہ طاقتور ہے میں
رک نہیں سکتا میں ضرور اپنے
شاگردوں کو ایک دفعہ پھر دیکھنا
چاہتا ہوں "

اسینی برادرانِ طریقت نے مشورہ دیا کہ آپ
گلیل میں چلے جائیں وہاں اخوت کے اراکین
اور مکانات ہیں جن میں آپ پناہ لے سکتے ہیں
چنانچہ یسوع نے ان کی بات مان لی۔ اور ان سے
رخصت ہو گئے۔ لیکن چند یوم کے سفر کے بعد آپ
پھر یروشلم واپس آ گئے سیدھے اس مکان
میں پہنچے جہاں آپ کے شاگرد جمع ہوا کرتے تھے
شاگرد آپ کو پہچان بھی نہ سکے انہوں نے سمجھا کوئی
روح ہے جو ہمارے سامنے ایستادہ ہے یسوع
نے وضاحت کی کہ میری زندگی اسی عنصری جسم

کے ساتھ وابستہ ہے پھر وصیّت کی کہ جس کام کا
مَیں نے بیڑا اٹھایا ہے تم مل کر اس کو پورا کرو
اور اس کو چھوڑو مت۔ اور ہمیشہ خوش رہو ان کو
برکت دی اور کہا:۔

"مَیں یہ نہیں بتا سکتا کہ اب کہاں
جاؤنگا کیونکہ مَیں اس امر کو مخفی رکھنا
ضروری سمجھتا ہوں۔ اور سفر بھی تنہا
ہی کرونگا۔ ہاں البتہ جب کبھی تم
کو میری ملاقات کی ضرورت ہو گی تو
مَیں تم کو مل جاؤنگا کیونکہ ابھی بہت
کچھ باقی ہے جو مَیں نے تم کو کہنا ہے۔"

(مکتوب سکندریہ)

اس دوران کاہنوں کو بھی یسوع کی نقل و حرکت
کا پتہ لگ گیا۔ اس نئے خطرے کو بھانپ کر اسینی
برادرانِ طریقت نے فیصلہ کیا کہ آپ بحیرہ مُردار
کے ساحلی علاقہ میں قصرِ سیدا کی طرف چلے جائیں
یہاں جنگل اور پہاڑیاں ہیں اس کے گرد و نواح
میں بہت سے اسینی آباد تھے۔ چنانچہ یسوع اُدھر
آ گئے اور یہاں برادرانِ طریقت سے عہد لیا کہ:۔

"جب تک میرا باپ مجھے میرا مشن پورا
کرنے کے لئے نہیں بلائے گا مَیں
اسی جگہ قیام رکھونگا۔"

یہی وہ وادی تھی جس میں بچپن میں یسوع اور اس کے
رشتہ دار یحییٰ پھرتے رہے تھے۔ یسوع کو اس
واقعہ کے خیال نے اور بھی مضطرب کر رکھا تھا کہ

"یحییٰ کو اس کے دشمنوں نے قتل کر دیا
اور مجھے خدا نے اپنے ہاتھ سے دشمنوں
کے پنجے سے بچا لیا۔ اس میں یہی بتر
ہے کہ مجھے کسی خاص اور اہم کام
کے لئے زندگی دی گئی ہے آرام
اور استراحت کے لئے نہیں۔"

(مکتوب سکندریہ)

صحائفِ قمران

قمرانِ اوّل میں اسینی، یہودی صوفیا کا ایک
خدا پرست فرقہ تھا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے انہی
صالحین سے تربیت پائی ان کا دارالاقامت اور
مرکز بحیرہ مردار کے اس علاقہ میں تھا جسے آج وادی
قُمران کہتے ہیں۔ وادئ قمران کے غاروں سے
قرنِ اوّل کے اسینی صحائف ملے ہیں۔ جنہیں
Dead Sea Scrolls یا صحائف
قمران کہتے ہیں ان میں ایک فرستادۂ حق کا بتکرار
ذکر موجود ہے جسے یہودیوں نے موت کے منہ میں
دھکیل دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اُسے بچا لیا۔ اب
وہ بیوطنی کی حالت میں جادہ پیما ہے یہ فرستادۂ
حق کون ہے؟ مکتوب سکندریہ میں لکھا ہے۔ کہ
بالآخر یسوع بحیرہ مردار کے اسینی دارالاقامت
میں پہنچے اور وہاں پناہ گزیں ہو گئے۔ اب یہ کوئی راز
کی بات نہیں رہ جاتی کہ وادئ قمران کے فرستادۂ
حق سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہیں۔ وادئ

قمران کے غاروں سے اس فرستادہ کی عبرانی مناجات بھی ملی ہیں نام مخفی ہے۔ مناجات میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ زندگی عطا کی ہے دشمنوں نے موت کے تاریک غار میں مجھے دھکیل دیا لیکن مَیں بچا لیا گیا۔ ان زبوروں میں فرستادہ حق کے مخفی اسفار کا بھی ذکر ہے۔ بعض زبوروں کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

۱۔ اے میرے خداوند مَیں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تُو نے میری روح کو زندگی کے بندھن میں باندھا۔ مجھے ہلاکت کے پھندوں سے بچا کر میرے اردگرد حفاظتی دیوار بنا دی ظالموں نے میری جان لینے کی کوشش کی۔ کیونکہ میں تیرے میثاق پر قائم ہوں۔ وہ لوگ جو کہ بطالت کے گہرے دوست اور طاغوت کے مشیر ہیں۔ انہوں نے نہ سمجھا کہ تیرے نزدیک میرا مقدمہ محکم اور تیری رحمت میری روح کی محافظ ہے اور تیری ہی مرضی تھی کہ وہ میری جان پر قابو نہیں پا سکے۔"

۲۔ تُو نے اس غریب کی جان بچائی ہے جس کا خون وہ اس غرور کی تشہیر کے لئے کہ وہ تیرے عبادت گذار ہیں بہانا چاہتے تھے انہوں نے مجھے لعنت و ملامت کے لئے چنا۔ لیکن اے میرے خدا تو بیکس اور بے آسرا کی مدد کو پہنچا تو نے میری جان کو طاقتور کے پنجہ سے چھڑا لیا۔

۳۔ مجھے اپنے وطن سے اس طرح نکال دیا گیا۔ جیسے پرندے کو گھونسلے سے ...... لیکن تو اے خدا شیطان کے تمام حربوں کو ناکام کرا دے گا اور تیری ہی باتیں پھیلیں گی۔ اور تیرے ہی مقاصد ہمیشہ ہمیشہ مضبوطی سے قائم رہیں گے۔

۴۔ اے خداوند تو نے ایک اجنبی سرزمین کے سفر میں بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ تو مجھے یہاں لے آیا۔ گروہ در گروہ مچھیروں کے درمیان جو پانی کی سطح پر اپنا جال پھیلاتے ہیں۔

۵۔ اے میرے خدا تو نے میری جان کو پنجۂ استبداد سے رہائی بخشی۔ جب میں گہری بے ہوشی میں ڈوب گیا تو نے میرے دل کو تقویت دی۔ میری ڈوبتی ہوئی روح کو تو نے قوت عطا کی اور سنبھالا دیا۔

(صحائف بحر میت ترجمہ ڈل میڈیکو)

۶۔ تو نے میری آہ و بکا کو سُنا جو میری دکھی روح کی گہرائیوں سے نکلی اس تعذیب کے دوران جس میں مَیں مبتلا تھا جونہی میں نے تیری جناب میں فریاد کی تو نے میرے شکوۂ غم کی پذیرائی کی اور ایک غریب کی روح کو شیروں کے غار سے بچا کر محفوظ کر لیا۔

(صحائف بحر میت صفحہ ۱۶۵ ترجمہ ورمیس)

۷۔ مَیں تیرا شکرگزار ہوں اے میرے خدا!
کیونکہ تو میری قوت ہے۔ اور میرا انحصار ہے
تو نے میری جان کو چھڑایا اور نجات دی ان
سارے بُرے منصوبوں سے (جو کہ میرے
خلاف باندھے گئے) کیونکہ تو نے میرے دل
کو سچائی اور میری روح کو صداقت کا مرکز
بنایا جس کے ساتھ تیری حکمت کے سارے
تحفے شامل ہیں اور میرے خلاف جو لوگ اُٹھ
کھڑے ہوئے ان کی رانوں کو تو نے توڑ دیا
تو نے ماتم کے اندوہناک عالم میں میری
دلداری کی اے میرے آقا! اور تباہی
بربادی کے دوران مجھے سلامتی کے کلمات
سے بشارت دی جب مَیں گہری بیہوشی میں
ڈوب گیا تو میرے دل کو تقویت دی میری
ڈوبتی ہوئی روح کو تو نے قوت عطا کی اور
سنبھالا دیا۔"
(صحائف بحیرہ مردار از کاسٹر غزل ۲ صفحہ ۱۳۵)

۸۔ اے میرے خداوند تو مجھے بنی آدم سے مخفی
رکھے گا۔ جیسے تیری شریعت میرے دل میں
مضمر ہے اس آخری لمحہ تک جب تک تو ان
پر قطعی طور پر ظاہر نہ کر دے کہ تو نے مجھے
بچا لیا ہے۔

۹۔ اے میرے خداوند میں تیرا شکریہ ادا کرتا
ہوں کہ تو نے میری جان کو ہلاکت سے گڑھے
سے نجات دی [illegible]

بچا کر لازوال بلندیوں پر مجھے اُٹھایا۔ اب
مَیں دنیا کے لامحدود میدانوں میں چلوں
پھروں گا۔" (ترجمہ ڈل میڈیکو)

علماء کہتے ہیں کہ صحائف قمران کی مثال روایتی
"اٹلانٹس" سے ہے یہ خزینہ دو ہزار سال سے
گم تھا۔ مل گیا۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس لٹریچر میں
صادق استاد کے صلیبی مصائب کی طرف اشارات
موجود ہیں۔ صادق استاد کی ایک نظم میں تعذیب
کا کچھ ایسا نقشہ کھینچا گیا کہ وہ واضح طور پر
صلیبی مصائب معلوم ہوتے ہیں۔ اس نظم میں
لکھا ہے کہ فرستادۂ خدا ابدا دہی کا نشانہ بنا
لیکن وہ موت سے بچا یا گیا۔ یہودیوں کے منصوبے
کامیاب نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت
پوری ہوئی۔

تفسیر ناحوم پر مشتمل ایک قطعہ وادی قمران
کے غار ۴ سے ملا ہے اس کا متن غیر مکمل ہے
کچھ حصہ اُڑا ہوا ہے علماء نے بصد اہتمام اسے
پڑھا۔ اس میں لکھا ہے کہ چونکہ ایک انسان زندہ
صلیب پر کھینچ دیا گیا اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ
نے کہا کہ مَیں اس قوم کے خلاف ہوں۔ چنانچہ ایک
حملہ آور پُرغضب شیر بن کر جھپٹا صلیبیں گاڑ
دی گئیں اور اس نے زندہ انسانوں کو حوالہ
صلیب کر دیا۔ دو حوالے دینے کے بعد
HOWARD CLARK KEE اپنی کتاب
"[illegible]" میں لکھتا ہے۔

"اگر ہم مناجات قمران کو صادق استاد
کی آپ بیتی بلکہ خود نوشت سرگزشت
قرار دیں تو شاید ہمارے پاس
تفسیر ناحوم کے علاوہ ایک اور
ثبوت بہم پہنچ جائے گا کہ صادق
استاد کو صلیب دیا گیا تھا۔"

(Jesus in History. P. 47)

یہی مصنف لکھتا ہے کہ صادق استاد اس
لئے مسیح ناصری نہیں ہو سکتے کہ مناجات میں
کفارے کا مطلقاً ذکر نہیں ہے۔

کتنی مضحکہ خیز بات ہے آگے چل کر ذکر
ہوگا کہ عیسائیت کی ایک پوری شاخ یعنی فرقہ
باطنیہ میں کفارہ کا ذکر مفقود ہے یہ شاخ کفارہ
کے خون سے بار آور نہیں ہوئی بلکہ اس کے
ہاں عمل صالح اور فضل خدا پر ہی نجات کا مدار ہے
حضرت مسیح نے کفارے کا عقیدہ سرے
سے پیش ہی نہیں کیا۔ اس کا ذکر کیوں ہوتا؟

کتابیات

(1) The Riddle of The Scrolls by del Medico. (2) The Dead Sea scrolls in English G. Vermes.
(3) The Scriptures of The Dead Sea Sect by Theodo H. Gaster.
(4) More Light on The Dead Sea scrolls by Miller Burrows.

سُریانی مناجات

تاریخ ہماری راہنمائی کرتی ہے کہ قرنِ
اوّل کے عیسائیوں کے پاس ایک نظموں کا مجموعہ
تھا۔ یہ اعلیٰ درجہ کی روحانی نظمیں تھیں۔ آپ
یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ابتدائی نصاریٰ کی یہ
دُرِّ ثمین تھی۔

تاریخ کلیسا سے معلوم ہوتا ہے کہ جب
عیسائیوں کا کوئی اجلاس ہوتا تو یہ نظمیں خوش
الحانی سے پڑھی جاتیں۔ ایک آدھ نظم اوراق
پارینہ میں درج ہو کر محفوظ ہو گئی اور باقی نظمیں
بالکل ناپید تھیں۔ یہ نظمیں ایڈیسا اور نصیبین
کی کلیسیا کا ورثہ ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ
احمدیہؑ کی وفات کے دوسرے سال نظموں کا
یہ مجموعہ اتفاقاً مل گیا۔ سُریانی زبان میں ۴۲
نظموں کا یہ مرقع ہے۔ جب ان نظموں کا ترجمہ
انگریزی زبان میں شائع ہوا تو علماء حیران
رہ گئے کہ کتنے عظیم الشان روحانی مضامین
پر مشتمل "جواہر پارے" پردۂ اخفاء میں تھے۔
آج ہمارے پاس ان نظموں کا جو نسخہ ہے
سولھویں صدی میں تیار ہوا۔ اس میں معمولی
تغیر و تبدل بھی ہے۔ نظموں کا ابتدائی نسخہ
ابھی نہیں ملا۔ بہر کیف یہ بھی غنیمت ہے۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بہت سی
نظموں میں خود حضرت مسیح ناصری علیہ السلام

دنیا سے مخاطب ہیں - اپنا مشن - پیغام تعلیم صلیبی مصائب - صلیب سے نجات اور ہجرت، یہ سب ان نظموں کے خاص مضامین ہیں صحائف قمران میں۔

صادق استاد کی عبرانی مناجات ملی ہیں کلیسائے ایڈلیسہ کے پاس سریانی نظموں کا مجموعہ تھا - ان دونوں میں حد درجہ مشابہت ہے - فرق یہ ہے کہ عبرانی مناجات میں صادق استاد کا نام مخفی ہے لیکن سریانی نظموں میں ظاہر۔

قرآن کریم نے صلیبی واقعہ کی جو حقیقت بیان کی ہے وہ بلفظہٖ ان نظموں سے مترشح ہے حضرت مسیح ناصری کی مادری زبان آرامی تھی اور یہ نظمیں اس سے قریب تو سریانی میں ہیں - علماء کا خیال ہے کہ آرامی سے سُریانی میں ترجمہ کر کے یہ نظمیں ترتیب دی گئیں - بہرحال حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی زبان اور سرمایۂ الفاظ کی قریب ترین صورت ان نظموں میں ملتی ہے۔

صلیبی موت سے نجات اور راہِ خدا میں ہجرت کے متعلق سریانی مناجات کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں:-

۱- میں خداتعالےٰ کے غیر فانی بازوؤں کے اوپر بٹھلایا گیا ہوں - جنہوں نے مجھے دیکھا - وہ حیران و ششدر رہ گئے - کیونکہ میں ایذا رسانی کا نشانہ بنا اور انہوں نے خیال کیا تھا کہ موت مجھے نگل چکی ہے - اس کی وجہ یہ تھی کہ میں انہیں

ایسا دکھائی دیا جیسے کوئی ختم ہو گیا ہو۔

مجھ پر جو ظلم ہؤا (یعنی اللہ تعالیٰ کے فضل کو جوش میں لا کر) میری نجات کا باعث بن گیا اور ان کے لئے وہ ظلم (اس کے غضب کو بھڑکا کر) باعثِ لعنت۔

وہ میری موت کے متلاشی تھے لیکن وہ اسے پا نہ سکے۔ وہ بیکار مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ (غزل ۲۸)

۲- میں نے ان بندھنوں سے مخلصی پائی جن میں میں جکڑا ہؤا تھا۔ اور تیری طرف اے میرے خدا میں دوڑا۔ کیونکہ تو میری نجات کا دہنا ہاتھ ہے اور میرا مددگار۔

تو نے ان لوگوں کو روک دیا جو کہ میرے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اور میری بیماری کو مجھ سے دور کر دیا۔ (غزل ۲۵)

۳- وہ ذات جو کہ مجھے اوپر سے نیچے لائی۔ وہ مجھے نچلے تہلاتوں سے اوپر لے جائیگی۔

میرے ہاتھوں سے وہ اژدہا گرایا گیا جس کے سات سر ہیں (مراد ابلیس ہے) تُو نے میرے ہاتھوں سے اس کی جڑوں پر تبر رکھوا دیا۔ تاکہ میں اس کا بیج ناش کر دوں۔ تیرے داہنے ہاتھ نے اس کے ظالم زہر کو ختم کر دیا۔ تُو نے مردہ ہڈیاں لے کر ان کو گوشت پوست کے اجسام میں تبدیل کر دیا۔ وہ بے حس و حرکت تھے تو نے انہیں رمقِ حیات سے قوت بخشی۔ (غزل ۲۲)

نوٹ:- حزقی ایل نبی کے کشف میں جلاوطن اسرائیلی قبائل کو مُردہ ہڈیاں کہا گیا ہے اور بشارت دی ہے کہ یہ ہڈیاں زندگی سے آشنا ہوں گی اور دوبارہ زندہ اجسام بن جائیں گی۔ (۳۷ باب)

اسی کی طرف مذکورہ نظم میں اشارہ ہے۔

۴- گلا گھونٹنے والے بندھن سنجات کے ہاتھوں ٹوٹ چکے۔ میں نے ایک نئی شخصیت کے چہرہ اور وضع کو اختیار کیا۔ اور میں نے اس حالت میں چلنا شروع کیا۔ اور بچا لیا گیا۔

میں اپنے تمام اسیروں کے پاس رہائی دینے کے لئے پہنچا۔ لوگوں نے مجھ سے برکت حاصل کی۔ اور زندہ ہو گئے اور میرے ارد گرد مجتمع ہو گئے۔ اور بچا لئے گئے۔ (غزل ۱۷)

۵- اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے جامہ میں نئی زندگی سے روشناس کیا۔ اور عالم بالا سے میرے لئے وہ امن و قرار مہیا ہؤا جو کہ فساد سے مبرا تھا۔ وہ مجھے اپنے فردوس میں لے گیا۔ جہاں اس کی خوشنودی کی بہتات ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی پرستش۔ اس کی عظمت اور جلال کے پیشِ نظر کی۔ (غزل ۱۱)

اس غزل میں وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ کا نقشہ کھینچا گیا ہے

۶- میرے تمام ایذا دہندہ دراصل مُردہ ہیں کیونکہ میں زندہ ہوں۔ اور میں اُٹھ کھڑا ہؤا۔ میں برباد نہ ہؤا۔ گو انہوں نے میری تباہی کا منصوبہ بنایا۔ پاتال نے مجھے دیکھا وہ مضطرب

ہوگیا - (مجھے اس نے قبول نہ کیا) موت نے مجھے باہر پھینک دیا - میں اس درجہ زخمی اور تلخ کام تھا کہ میں موت کے ساتھ اس کے گہراؤ میں پاتال تک اُتر گیا - لیکن میرے پاؤں اور سر کو اس نے چھوڑ دیا (اس طرح میں زندہ رہا)

اور میں نے اس کے جہانِ مردگان میں زندہ انسانوں کی ایک جماعت بنائی میں نے زندہ ہونٹوں سے ان سے کلام کیا وہ لوگ جو کہ مر چکے تھے میری طرف لپکے - وہ چلائے اور انہوں نے کہا - خدا کے بیٹے ہم پر ترس کھا - ہمیں ظلمت کے بندھنوں سے رہائی دے - ہمیں بھی اپنے ساتھ نجات سے ہمکنار کر - کیونکہ تو ہمارا نجات دینے والا ہے - میں نے ان کی آواز سنی - اور ان کی پیشانیوں پر اپنے نام کی مہر ثبت کر دی۔ اب وہ آزاد مرد ہیں وہ میرے ہو چکے - (غزل ۴۲)

۷ - ایک نظم میں بطور خاص حضرت مسیح ناصری دنیا سے مخاطب ہیں لکھا ہے :-

خداوند نے اپنے کلمۂ ہدایت سے میرے منہ کو کھولا اور اس کے نور نے میرے دل کو واشگاف کر دیا اور اس نے میرے سراپا کو اپنی حیات لازوال کا مسکن بنایا - اس نے مجھے توفیق بخشی کہ میں اس کی سلامتی کے ثمرات کی بات کروں اور ان روحوں کو جو خدا تعالیٰ کی متلاشی ہیں منزلِ مراد تک پہنچاؤں -

اور قیدی کو آزاد کرنے کے لئے ایک اچھی قید مہیا کروں - مجھے طاقت بخشی اور مضبوط بنایا گیا تا کہ میں دنیا کو اپنے حلقۂ اثر میں لے کر اسیر کر سکوں -

اور غیر ممالک کے لوگ جو کہ باہر منتشر ہیں وہ مجتمع ہو گئے اور میں نے اپنی محبت سے ان کے نفوس کو آلودگیوں سے پاک کیا کیونکہ انہوں نے دنیا کے بلند حصوں (یعنی مرتفع مقامات) میں مجھے قبول کیا - اور ان کے قلوب پر نور کے اثرات میں نے چھوڑے وہ میری راہِ حیات پر گامزن ہوئے اور بچا لئے گئے۔

اور ہمیشہ کے لئے میرے حلقۂ احباب میں شامل ہو گئے - (غزل ۱۰)

حضرت مسیح علیہ السلام بعض مرتفع مقامات میں پہنچے اس نظم میں آپ وہاں سے مخاطب ہیں یہ اشعار بھی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ کے آئینہ دار ہیں:۔

سُریانی مناجات کے لئے ملاحظہ ہو:۔

Lost Books of The Bible
odes of Soloman.

قرنِ اوّل کی مندرجہ بالا سُریانی غزلوں میں صلیبی موت سے نجات راہ خدا میں ہجرت اسرائیلی اسباط کی نشأۃ ثانیہ اور ایک جنت ارضی میں بسائے جانے کا ذکر اتنے واضح طور پر ہوا ہے کہ مجالِ انکار نہیں۔

نصیبین و ایڈیسہ کے یہی وہ مدفون خزائن تھے جن کی کشش اور خوشبو آج سے ۸۰ سال قبل اس فرستادہ نے محسوس کی جو کہ یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ کا مصداق تھا۔ اس پر یہ سب باتیں روح القدس کی تائید سے منکشف ہوئیں۔ اس نے اپنی کتابوں میں وہ روحانی قوت بہم پہنچائی۔ جو باطل عقائد پر گر کر ان کو پاش پاش کرنے والی تھی، آج زمانہ اپنی باطنی کشش کی وجہ سے کشاں کشاں اسی سنگ میل اور انہی راہوں پر جا رہا ہے جنکی نشاندہی مامورِ زمانہ نے کی تھی۔

قرآنی حقائق

قرآنِ حکیم نے اعلان کیا کہ حضرت مسیح نہ قتل ہوئے نہ صلیب پر ان کو مارا گیا۔ لیکن مشابہ بموت حالت میں سے وہ گذرے جس کے باعث اہلِ کتاب حقیقی موت سے قبل ایک فرضی اور ظنّی موت کے قائل ہو گئے۔

سریانی مناجات کا بھی یہی مضمون ہے۔ نظم ۲۸ کے الفاظ ہیں:۔

وہ لوگ جنہوں نے مجھے دیکھا میری عظمت سے متأثر ہو کر ششدر رہ گئے ان کا ظن یہ تھا کہ دشمن مجھے نگل چکے ہیں۔ کیونکہ میں (بظاہر) انہیں یوں معلوم ہوا جیسے کوئی ختم ہو گیا ہو۔۔۔۔۔۔ وہ میری موت کے متلاشی تھے لیکن اسے پا نہ سکے۔

قرآنی الفاظ ہیں وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔

پھر فرمایا۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا

سُریانی اور قرآنی متن کا اگر مقابلہ کیا جائے تو مشابہت تامہ منظرِ عام پر آجائے گی۔ قرآنی حقائق کا انکشاف کوئی معمولی بات نہیں ایک عظیم الشان صداقت ہے۔

۲۔ فرمایا وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔

سُریانی مناجات میں غزل ۲۹ کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں۔

اس نے اپنی رحمتوں سے مجھے اونچا کیا اور اس کے بے پایاں حسن و احسان نے مجھے رفعتوں سے

ہمکنار کر دیا۔ پاتال (یعنی موت) کی گہرائیوں سے وہ مجھے اوپر اٹھا لایا۔ اور موت کے مُنہ سے اس نے مجھے باہر نکالا۔

غزل ۳۶ میں ہے :-

مَیں نے اللہ کی روح پر سہارا لیا۔ رُوح نے مجھے اوپر اٹھا لیا اور مجھے اپنے قدموں پر کھڑا کر دیا۔ خداوند کی بلندی میں .... اس کی رُوح حکومت کے ذریعہ مجھے قیام عطا ہُوا۔

یہ وہی مضمون ہے جو صحیفہ قمران کا طرۂ امتیاز ہے۔

یہودی صلیبی موت کے ذریعہ ایک پیغمبر صادق کو اپنی دانست میں اسفل السافلین میں گرانا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو رفع منظور تھا یہ مضمون بیرانی نظموں کی طرح صحیفۂ قمران میں بیان ہُوا ہے۔

صادق استاد کی عبرانی مناجات میں ہے :-

مَیں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ اے خداوند کہ تو نے میری جان کو موت کے پھندوں سے نجات دی اور عالم اسفل سے نکال کر لازوال بلندیوں پر مجھے اٹھایا۔ اب مَیں وسیع میدانوں میں جادہ پیما ہوں گا۔ (زبور ملا صحائف قمران)

قبطی اناجیل

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا۔ اسینیۂ قرن اوّل کے یہودیوں کا ایک فرقہ تھا۔ یہ صلحاء اور صوفیاء کا گروہ تھا۔ ان کا لٹریچر وادیٔ قمران کے غاروں سے ملا ہے صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام نے انہی کے پاس پناہ لی تھی۔ ان کی لائبریری میں صادق استاد کی مناجات ملی ہیں۔ صادق استاد سے مراد کون ہے؟ علماء مغرب کے نزدیک یہ عقدہ ابھی حل طلب ہے۔ ایک نظریہ ان ہی کا پیش کردہ ہے کہ مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ ہماری تحقیق میں یہ نظریہ ہر لحاظ سے درست ہے۔ اسینی صوفیاء جب عیسائیت کی آغوش میں آگئے تو وہ مائل بہ تصوف ہونے کی وجہ سے طریقیت باطنی کے منادی بن گئے۔ باطنی فرقہ کا لٹریچر ڈیڑھ ہزار سال سرزمین مصر میں مدفون رہا۔

ناج حمادی گاؤں میں ایک مزار سے جہر ملب ایک مٹکا برآمد ہُوا۔ اس میں قبطی زبان کے ۵۲ صحیفے بند تھے۔ یہ قرون اولیٰ کے باطنی عیسائیوں کی لائبریری ہے۔ اسینی فرقہ کے جانشینوں کے نوشتے۔ اس بیش بہا لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہُوا۔ کہ قرون اولیٰ میں عیسائی صوفیاء کا ایک فرقہ ایسا تھا جو کہ پولوس کی پیش کردہ عیسائیت سے بالکل مختلف تھا۔

- وہ حضرت مسیح کی صلیبی موت کا قائل نہیں تھا۔
- ان کے ہاں مسیح کے خون سے نجات کے وابستہ ہونے کا کوئی عقیدہ نہیں۔ صلیب پر مبنی کفارہ کا ذکر مفقود ہے۔
- وہ توما کی مرتب کردہ انجیل کے قائل تھے اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ۱۱۴۔ قوال ہیں

زیادہ تر واقعہ صلیب کے بعد کے ہیں۔

- ان کے لٹریچر سے توما کی انجیل، یعقوب، کی مخفی تعلیم انجیل فلپ اور انجیل صداقت برآمد ہوئی ہیں

انجیل توما میں صلیبی واقعہ کے بعد کے اقوال بھی شامل ہیں۔

- وہ اس بات کے قائل تھے کہ حضرت مسیح پر صلیبی موت وارد نہیں ہوئی۔ ان کی حالت مُردوں والی ہو گئی تھی وہ پاتال سے اُوپر اٹھائے گئے۔ صلیب کے بعد ۵۵۰ دن تک بعض حواریوں کو ملتے اور ان کو تربیت دیتے رہے۔
- اس کے بعد یعقوب حواری کو امیر مقرر فرمایا اور خود کہیں دُور ہجرت کر گئے۔
- سفر کی زندگی میں حضرت مسیح کے ہمراہ تین مریم نامی خواتین تھیں ایک مریم ان کی والدہ۔ ایک مریم مگدلینی ان کی رفیقۂ حیات۔ ایک مریم رشتہ میں ان کی بہن۔
- وہ یہ مانتے تھے کہ ہر قوم میں ہادی آئے ہیں زرتشت بھی خدا کے نبی تھے۔ زرتشت کے نام پر بعض صحیفے ان کے لٹریچر میں شامل ہیں۔ ہرمس HERMES کو وہ ایک ریفارمر مانتے تھے۔ جو کہ مصری اور یونانی اساطیر کی ایک مقدس ہستی ہے
- سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ عقیدۂ توحید کے علمبردار تھے الوہیت مسیح یا تثلیث کا تصور ان کے لٹریچر میں نہیں ملتا۔

جس طرح صوفیاء کی مخصوص زبان اور اصطلاحات ہوتی ہیں۔ یہ لٹریچر اسی زبان میں ہے اس زمانہ کی مخصوص زبان میں روحانی اسرار بیان ہوئے ہیں۔

علماء تسلیم کرتے ہیں کہ

- یہ لوگ جانشین تھے جماعت قمران یا اسینی صوفیاء کے۔
- شام و مصر میں اس فرقہ کے لوگ پھیلے ہوئے تھے
- چرچ نے ان کے لٹریچر کو ضبط کر لیا جس کے باعث مخفی جگہوں پر انہیں دفن کرنا۔ اب برآمد ہو رہا ہے۔
- انجیل عبرانیہ کے حقائق انجیل توما میں شامل ہیں
- اس فرقہ کی انجیل فلپ، عبرانی نسل کے عیسائیوں کے نام سے معنون ہے۔
- حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بھائی یعقوب حواری کے عقائد کیا تھے؟ ان کے لٹریچر میں اشارات موجود ہیں۔ یعقوب کی مخفی کتاب میں ہے۔ کہ حادثہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام ۵۵۰ دن تک تعلیم دیتے رہے۔
- اس فرقہ کے لوگ پولوس کی بجائے یعقوب، حواری کی کلیسیا سے وابستہ تھے۔ پھر تصوف کے گہرے اثر کے باعث مختلف ہو گئے۔ اور مفتوحانہ عقائد میں ارتقاء شروع ہو گیا۔

۱ SECRET SAYINGS OF JESUS BY R.M.GRANT. P.63.

اس مختصر تعارف کے بعد ناج حمادی صحائف
کے بعض حوالے پیش ہیں۔

"یعقوب حواری کی مخفی تعلیمات" میں لکھا ہے:
حضرت مسیح جی اٹھنے کے بعد اپنے حواریوں
کے ساتھ ۵۵۰ دن تک پھرتے رہے اور ان کی
تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔ خاص طور پر
پطرس اور یعقوب کو اسرار روحانی کی تعلیم دی گئی
(تھیالوجی آف گاسپل آف ٹامس ص ۱۰۲ و ۱۰۳)

انجیل توما میں ہے۔
"حواریوں نے یسوع کو کہا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر
کہیں دور جا رہے ہیں۔ آپ کے بعد ہم پر نگران
کون ہوگا؟ یسوع نے مرد صادق یعقوب کی طرف
رجوع پذیر ہونے کی تلقین کی۔" (قول ۱۲)

انجیل فلپ میں ہے۔
"تین مریم نامی خواتین ہمہ وقت حضرت
مسیح کے ساتھ چلتی رہیں۔
مریم ان کی والدہ۔ مریم مگدلینی ان کی رفیقہ
حیات۔ ایک مریم رشتہ میں ان کی بہن۔
(۳۲ : ۱۰۷)

انجیل فلپ میں لکھا ہے:۔
کہ وہ لوگ غلطی خوردہ ہیں جو یہ مانتے ہیں۔
کہ حضرت مسیح علیہ السلام پہلے مر گئے اور پھر زندہ
ہو گئے تھے حقیقت یہ ہے کہ وہ پہلے اٹھائے گئے
اور پھر ان کی وفات ہوئی۔ اس کا مطلب صاف
یہ ہے کہ صلیب پر مسیح کی وفات نہیں ہوئی
بلکہ گہری بیہوشی سے وہ بیدار ہوئے۔ اٹھائے گئے
اور ان کی وفات طبعی طور پر ہوئی ہے الفاظ یہ ہیں:

Those who say:-
That the Lord died
first and then rose up
are in error, for he
rose up first and then
died. 184: 15.

کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے آقا پہلے فوت
ہو گئے تھے اور پھر زندہ ہو گئے غلطی خوردہ ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ وہ پہلے اٹھائے گئے اور پھر
ان کی وفات ہوئی۔

اس اجمال کی تفصیل اسی انجیل میں دوسری جگہ موجود ہے۔ لیکن عبارت کا زیادہ ترحصہ اڑا ہوا ہے۔ علماء نے اپنی جانب سے عبارت کو بحال کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس میں پوری کامیابی نہیں ہوئی۔ بہرحال عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردوں میں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور ان کی پہلی حالت بحال ہو گئی جس طرح وہ پہلے تھے۔ اسی طرح ہو گئے۔ ان کی بدنی تکالیف دور ہو گئیں۔ انہوں نے صلیب پر یہ فقرہ کہا۔

"کہ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ میرے آقا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔"

غیرتِ خداوندی جوش میں آئی۔ صلیب پر حضرت مسیح نے اسے پالیا۔ (انجیل فلپ فقرہ ۱۳۵-۱۳۶) صاف ظاہر ہے کہ وہ صلیبی موت سے بچائے گئے

کلام الامام

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت کلام پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ "رازِ حقیقت" میں فرماتے ہیں:۔

"غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر (عیسائی۔ ناقل) مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہی وہ خیال ہے جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے اور اس کے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے

کتابیات

1. The Gospel of Philip by R.M. Wilson Haper & Row, Publishers 1962.
2. Theology of the Gospel of Thomas 1961 by B. Gartner.
3. The Secret Sayings of Jesus by R.M. Grant — Fontana books 1960.
4. Gnosticism by R.M. Grant New Jark 1961.
5. Apocryphan James by Rascher of Zurich.

تمام دلوں میں بھڑک اٹھے تو جو گروہ
چالیس کروڑ انسان کا انیس سو
برس میں تیار ہوا ہے ممکن ہے کہ
انیس ماہ کے اندر دستِ غیب سے
ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے کیونکہ
صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا
کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر نہیں مارے
گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے
یہ ایسا امر ہے کہ یک دفعہ عیسائی عقائد
کو دلوں سے اڑاتا ہے۔ اور عیسائیت
کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے"
(رازِ حقیقت صفحہ ۱۴ حاشیہ)

حاصل مطالعہ

"حضرت مسیح ناصری اور حادثہ صلیب"

"عصر حاضر کے علماء اور ادباء کی نظر میں"

جناب بشیر احمد زاھد - سیالکوٹ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عظیم الشان علمی انکشاف ہے کہ آپ نے انگریز کے عیسائیت نواز عہد میں یہ تثلیث شکن اعلان فرمایا۔ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو یہود صلیب پر لٹکوانے میں تو کامیاب ہو گئے تھے مگر وہ آپ کو صلیب پر جان سے مار نہ سکے تھے۔ خدا تعالےٰ نے آپ کو اپنی قدرت کاملہ سے بچا لیا تھا۔ جس کے بعد آپ سرزمین کشمیر میں تشریف لے آئے یہیں آپ کی وفات ہوئی اور سری نگر محلہ خانیار میں آپ کا مقبرہ ہے۔

حضور آیت کریمہ "وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ" سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے
وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ
وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ ......
یعنی یہودیوں نے نہ حضرت مسیح کو
درحقیقت قتل کیا اور نہ بذریعہ صلیب
ہلاک کیا بلکہ ان کو محض ایک شبہ
پیدا ہوا۔ کہ گویا حضرت عیسیٰ صلیب
پر فوت ہو گئے ہیں اور ان کے پاس
وہ دلائل نہیں ہیں جن کی وجہ سے
ان کے دل اس بات پر مطمئن ہو سکیں
کہ یقیناً حضرت مسیح علیہ السلام کی
صلیب پر جان نکل گئی تھی"

(مسیح ہندوستان میں ۲۹)

حضرت بانئ جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عظیم الشان انکشاف حقیقت میں عالم اسلام پر ایک گراں بہا احسان ہے جس سے عیسائیت کا بلند بام محل چند ہی لمحوں میں زمیں بوس ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تو اس سے کفارہ باطل ٹھہرتا ہے اور حضرت مسیح خدا ثابت نہیں ہوتے اور نہ ہی جملہ انبیاء علیہم السلام حضرت آدم کے ورثتی گناہ کی وجہ سے

گناہگار بنتے ہیں۔ اور نہ ہی نجات کے لئے مسیح کو لعنتی بنانے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی نجات کے لئے خدائی عدل و رحم کی صفات میں کوئی عملی تضاد تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحقیق سے متعلق بعض علماء و ادباء کے اقتباسات پیش ہیں:۔

(۱) جناب ڈاکٹر علامہ اقبال کا ایک شعر ہے ؎

جہاں کی روحِ رواں لا الٰہ الا اللہ
مسیح و میخ و چلیپا یہ ماجرا کیا ہے۔

(بالِ جبریل)

جناب عبدالرحمٰن طارق اس کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

"جب اس جہان کا مقصدِ تخلیق اور اس کی روحِ رواں فقط توحید باری تعالیٰ اور عبادتِ حق ہے تو پھر مسیح ابنِ مریم کو تبلیغ حق۔ توحید اور تلقین و ایمان و تقویٰ کے جرم میں میخ و چلیپا (صلیب) سے کیوں دوچار ہونا پڑا؟ بہرکیف اصل مفہوم و مقصد یہ ہے کہ تبلیغ کے جرم میں انبیاء شہداء صالحین اور اولیاء اللہ کو طرح طرح کے مصائب سہنا پڑے ہیں۔ اور انہوں نے عشق الٰہی میں اُف تک نہیں کی۔"

(اشاراتِ اقبال ص۲۱۴)

جناب عبدالرحمٰن طارق کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ "حضرت مسیح علیہ السلام کو تبلیغ حق توحید اور تلقین ایمان و تقویٰ کے جرم میں میخ و چلیپا (صلیب) سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اور یہ وہ عقیدہ ہے جو ان کے اپنے اقرار کے مطابق اہلِ اسلام کے عقیدہ کے خلاف ہے کیونکہ انکے عقیدہ کے مطابق تو حضرت مسیح علیہ السلام کی بجائے ایک اور شخص کو (جو ان کا ہمشکل تھا) صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ (اشاراتِ اقبال ص۴۹) پس صاف ظاہر ہے کہ علامہ اقبال کا عقیدہ اس بارہ میں عام مسلمانوں کے خلاف تھا۔

چنانچہ اسی امر کو وہ "سرگزشتِ آدم" میں ایک اور پیرایہ میں یوں بیان کرتے ہیں ؎

کبھی صلیب پر اپنوں نے مجھ کو لٹکایا
کیا فلک کو سفر چھوڑ کر زمیں میں نے

(بانگِ درا)

(۲) جناب علامہ مشرقی جو خاکسار تحریک کے بانی اور مسلمانوں کے ایک ممتاز سیاسی و ملی رہنما تھے رقمطراز ہیں:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کے متعلق حال ہی میں ایک عجیب و غریب شہادت دستیاب ہوئی ہے۔ جو اس اولوالعزم نبی کی حیثیت کو صحیح طور پر سمجھنے میں مدد دیتی ہے یہ شہادت ایک لوحِ مکتوبہ میں درج ہے

جو ...... اور واقعۂ صلیب
کے عینی شاہد تھے اپنے سلسلے کے احباب
کو مصر میں لکھا۔ اور جو سکندریہ کے ایک
پرانے مکان ملک حبش (ایبے سینیا)
کی ایک تجارتی شرکت کے رکن کو دوران
سیاحت میں ملا۔ محکمۂ آثارِ قدیمۂ مصر
نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ یہ پرانا مکان
زمانہ قدیم میں اسیری فرقے کا ایک مسکن
تھا جو حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں علمائے
فطرت کا ایک مقتدر باخدا اور باعمل
گروہ تھا ......
مکتوب میں راقم نے اس امر کا دعویٰ کیا
ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کے مصلوب
ہونے کے وقت عینی شاہد تھا حضرت
کو یہود کے سامنے پیلاطوس حاکم گلیل
کے فرمان کے مطابق صلیب دی گئی لیکن
چونکہ یوم سبت کی رات ہونے کی وجہ
سے ان کو سرِشام چند گھنٹوں کے
بعد صلیب سے اتار لیا گیا اور ان کی
ہڈیاں نہ توڑی گئیں اس لئے وہ مرے
نہیں اگرچہ یہود کو اطمینان ہو گیا تھا
کہ وہ مر گئے ہیں۔ اور پہرہ دار نے بھی
اس امر کی تصدیق کر دی تھی۔ جلاد
سپاہیوں کا حضرت عیسیٰ کے بدن میں
برچھی کا چبھونا اور اس سے خون اور
پانی کا نکلنا (جس کا ذکر انجیل میں ہے)
اس امر کی تصدیق ہے کہ حضرت عیسیٰؑ
دراصل مرے نہیں تھے۔ لیکن یہود کو
گمان ہو گیا تھا کہ وہ مر گئے ہیں۔
قرآن حکیم میں اس واقعہ کی حیرت
انگیز طور پر تصدیق ہوتی ہے اور
تیرہ سو برس بعد اس کا ایک ہمعصر
شہادت سے مصدّق ہونا ہر صاحب
نظر کے لئے قرآن کے انسانی کلام نہ
ہونے کی ایک مبرہن دلیل ہے۔"
(تذکرہ دیباچہ ص۱۷ حاشیہ)

(۳) جناب خواجہ عباد اللہ صاحب اختر امرتسری
لکھتے ہیں:۔

"مسیح صلیب پر ضرور لٹکائے گئے
مگر صلیب پر وفات نہیں پائی اور
نہ اس قدر عرصہ میں کوئی شخص صلیب
پر مر سکتا ہے۔ البتہ ان پر غشی
طاری ہو گئی تھی لوگوں کو شبہ ہو گیا
تھا کہ وہ مر گئے ہیں بیہوشی کے عالم
میں انہیں صلیب سے اتارا گیا۔
اور مردہ سمجھ کر ایک قبر میں رکھا گیا
جس کا نقشہ اس کتاب میں ہم لکھ
چکے ہیں جس وقت وہ ہوش میں آئے
خود بخود قبر سے نکل آئے"
(دمشق ص۵۲)

(۴) ہندوستان کے ایک کہنہ مشق ادیب و شاعر مولانا نیاز صاحب فتحپوری تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت عیسیٰ کے متعلق عرصہ سے یہ عقیدہ چلا آرہا تھا کہ انہوں نے صلیب پر جان دی - اور پھر خدا نے اپنے پاس اٹھا لیا - یہاں تک کہ ان کا مستقر بھی فلک چہارم قرار دیا گیا لیکن اس وقت تمام دنیا (یہاں تک کہ عیسائیوں کے ایک طبقہ نے بھی) تسلیم کر لیا ہے کہ جب آپ صلیب سے بچ نکلے تو آپ نے روما کے حدود سے ہجرت اختیار کی کیونکہ وہاں پھر اسی گیرو دار کا اندیشہ تھا -

یہاں اس بحث کا موقعہ نہیں کہ واقعہ صلیب اور رفع الی السماء کے متعلق قرآن پاک کیا کہتا ہے کیونکہ اس موضوع پر اب سے ۴۸ سال نگار کے ذریعہ سے کافی شرح و بسط کے ساتھ لکھ چکا ہوں - کہ کلام الٰہی سے صاف طور پر ثابت ہے کہ وہ اپنی طبعی موت سے مرے اس سے قبل سر سید احمد خاں بھی بالکل یہی بات کہہ چکے تھے - اور (حضرت) میرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام - ناقل) بھی لیکن (حضرت) میرزا صاحب کی تحقیق کا طرّۂ امتیاز ان سے کوئی نہیں چھین سکتا کہ انہوں نے نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی حیثیت سے بھی ثابت کر دیا کہ مسیح ہجرت کر کے آخیر میں سرینگر پہنچے اور ان کی قبر فلاں مقام پر اب بھی موجود ہے -

یہ ایسا غیر معمولی انکشاف تھا کہ اس کو سن کر دنیا چونک پڑی - بہتوں نے اس کی ہنسی اڑائی اور بعض نے اس پر غور کرنا شروع کیا - یہاں تک کہ یہ بات ملکوں ملکوں پہنچی اور آخر کار سب کو مان لینا پڑا"

(ماہنامہ نگار جون ۱۹۷۱ء)

(۵) نامور محقق اور مشہور عالم دین نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب مرحوم نے ایک مبسوط مضمون میں پوری شرح و بسط سے ثابت کیا کہ:-

"یہود کا ایسا بیان ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰ سنگسار کئے گئے
....
عیسائیوں کا بیان ہے کہ وہ صلیب پر مارے گئے - اس لئے قرآن میں ان دونوں باتوں پر اشارہ ہے

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ"

یعنی نہ قتل بذریعہ سنگساری ہوا اور نہ قتل بذریعہ صلیب ہوا نہ یہ کہ وہ مطلق صلیب چڑھائے ہی نہیں گئے۔ کیونکہ مطلق صلیب کی نفی کچھ مفید نہیں ہے کیونکہ صلیب پر ہاتھوں میں میخ ٹھونکنے اور پیر باندھ دینا اور پھر تین گھنٹے بعد اتار لینا مار ڈالنے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ تصلیب کی نفی سے صلیبی موت مراد ہے۔" (انتخاب مضامین تہذیب الاخلاق جلد سوم صفحہ ۲۱۱)

(۶) اس بارے میں مولانا مودودی کا یہ بیان بھی شاید دلچسپی کا موجب ہو آپ لکھتے ہیں:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بنکر تشریف لائے تو بنی اسرائیل نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا اور نہ صرف انکار کیا بلکہ رومی عدالت سے آپ کو سزا دلوائی اور ایک ڈاکو چھڑوانے میں آپ پر ترجیح دی"

(ایشیا ۳ر ستمبر ۱۹۶۷ء)

پاک و ہند کی ان ممتاز شخصیتوں کے مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہے کہ وہ نظریہ جسے ابتداء میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دبانے کے لئے پورا زور لگایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے ماننے والوں پر ہر قسم کے ظلم و ستم ڈھائے گئے اور زمین ان کے لئے اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ ہو گئی۔ اب وہی نظریہ اپنے زورِ صداقت کی بدولت دل و روح کو محبوب ہوتا جا رہا ہے۔

چنانچہ علمائے دین کے علاوہ علم و ادب کے ہر حلقۂ خیال میں یہ نظریہ پسندیدہ ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ شعرائے کرام نے تو اس کو بطور تلمیح بھی اختیار کر لیا ہے۔

۱- ۳۰ر ستمبر ۱۹۶۱ء کو آئی۔سی۔اے کلب کی طرف سے ایک مشاعرہ زیر صدارت شیخ حسام الدین صاحب ۴ لارنس روڈ پر ہوا جس میں ظہیر کاشمیری نے ایک غزل پیش کی جس کا مطلع تھا ؎

کیا خوب ارتقائے چمن کا اصول تھا
ہر شاخ گل صلیب بنی ہر گل رسول تھا

لطیفہ یہ ہے کہ ظہیر صاحب نے صاحب صدر کہدیا تھا کہ میری غزل کا مطلع آپ کے لئے ہے۔ باقی سامعین کے لئے۔"

(رچنان ۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۱ء)

۲- نیشنل بک سنٹر میں کنول فیروز کے مجموعۂ کلام "شہرِ صلیب و گل" کے تعارفی جلسہ میں جو مقالہ ظہیر کاشمیری نے پڑھا اس میں یہ شعر بھی تھا ؎

کھینچی گیا صلیب جفا پر مسیح دل
یہ ظلم دیکھنا میری زندگی میں تھا

(رومن ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۶۹ء صفحہ ۶۳)

۳- حلقہ ارباب ادب مزنگ کی ایک تقریب میں گلزار چوہان نے جب یہ شعر پڑھا ؎

نہ عیسٰے ہے نہ عیسٰے کا حواری گلزار
کس لئے اس کو سر دار بلایا جائے

تو حاضرین نے فوراً دو اعتراض جڑ دیئے ایک یہ کہ جب حضرت عیسٰےؑ کا شعر میں ذکر ہے تو دوسرے مصرعہ میں صلیب کا لفظ ہونا چاہیئے۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ حضرت عیسٰےؑ کے سب حواری قابلِ دار نہ تھے ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے مخبری کر کے انہیں مصلوب کروایا۔ لہٰذا حواریوں والی تلمیح بالکل غلط ہے۔" (نوائے وقت ۲۹ ستمبر ۱۹۶۹ء)

۴- جناب ہارون الرشید زیر عنوان "سامراجی ممالک کے ہتھکنڈے" لکھتے ہیں:-

" تمام انقلابیوں کا انجام یسوع
کا انجام ہے انہیں سولی پر چڑھنا
ہوگا۔" (روزنامہ مساوات ۳ نومبر ۱۹۶۹ء)

۵- جناب فضل محمود صاحب نے تو اپنے ایک مسلسل مضمون "تلاشِ حق" میں نوائے وقت میں اس مقام کی تصویر بھی چھپوائی تھی جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب دی گئی تھی جو خود اس کا ثبوت ہے کہ وہ حادثہ صلیب کی صحت پر یقین رکھتے ہیں۔

۶- روزنامہ مساوات کے سنڈے ایڈیشن میں جناب زبیر احمد صاحب کا ایک گرانقدر تحقیقی مضمون بعنوان "سائنس نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسٰےؑ نے صلیب پر وفات نہیں پائی" شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے بحیرہ مردار کے صحائف" مسیح کے کفن۔ انکے فوٹوؤں اور ہندوؤں کی مقدس کتاب بھوشیہ پران۔ نیز ہندوستان کے مشہور عالم پروفیسر ایف۔ ایچ حسنین کی جدید تحقیقات کی بناء پر یہ لکھا ہے

" ہندوؤں کے مشہور عالم پروفیسر
ایف۔ ایچ حسنین نے سالہا سال
کی تحقیق کے بعد اس بات کا دعویٰ
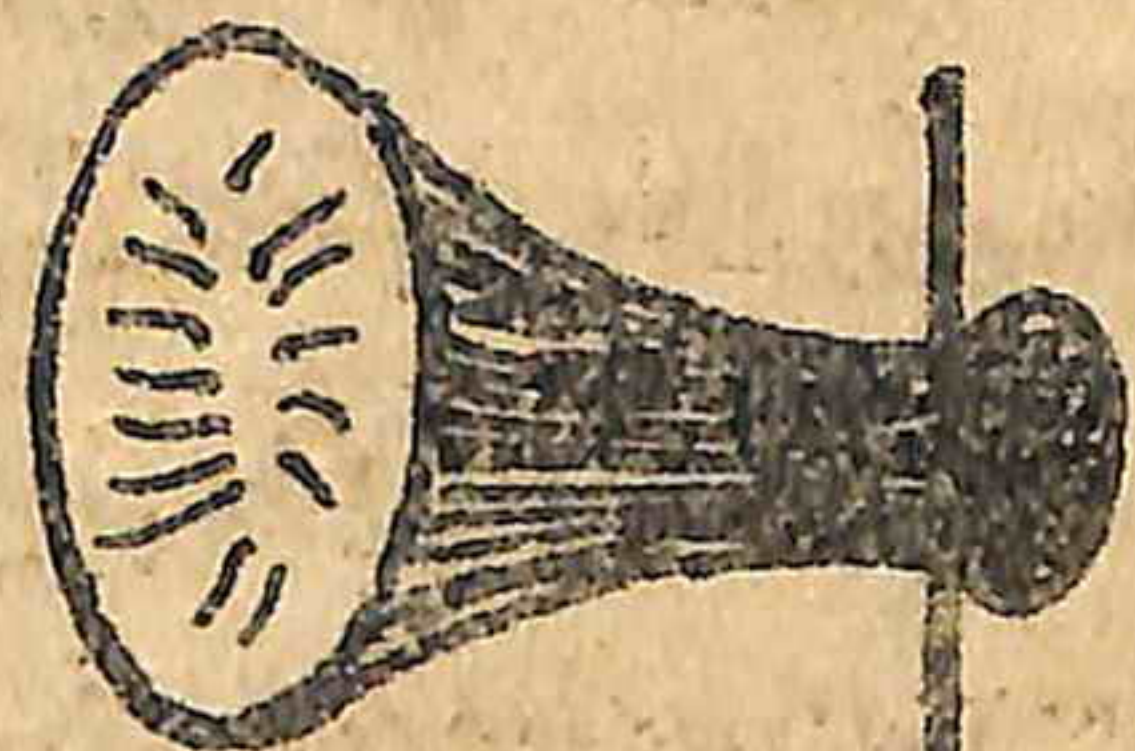
کہا ہے کہ حضرت عیسےٰ صلیب سے زندہ اُتر آئے تھے۔ اور جدید علاج کے ذریعہ تندرست ہوگئے تھے اس کے بعد ایران اور افغانستان ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے جہاں بہت سے یہودی بابل اور آشوریہ سے آکر پناہ گزیں ہوئے تھے وہاں ۱۲۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوگیا۔"

۷۔ جناب خورشید الزماں صاحب ہاشمی "یسوعی ازم اور آرٹ" کے تحت لکھتے ہیں:۔

"حضرت عیسےٰ کے صلیب پر چڑھائے جانے کی تصویریں دیکھکر رحم آتا ہے اور خوف بھی۔ مَیں نے جب انہیں دیکھا بہت متأثر ہوا۔۔۔۔ اصل واقعہ بڑا ایمان پرور ہے ان تصویروں نے عورتوں کی حسیات کو یسوع مسیح کے جسمانی دکھ کا ماتم کرنے میں لگا دیا۔۔۔۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آرٹ جسمانی زخموں کو مرکز توجہ بناتا ہے اور ابتلاء کے تصور کو بھیانک بنا کر پیش کرتا ہے ۔۔۔۔ حالانکہ یہ واقعہ عدّ تولی پُرانا ہے اور اس ابتلاء کو بڑی ایمان افروز استقامت سے برداشت کیا گیا تھا"

(ماہنامہ عروج اسلام صٖ ۲۵-۲۶ اگست ۱۹۶۰ء)

۸۔ گورنمنٹ کالج لاہور کی بزم ترجمہ کے ۱۹۲۹ء کے اجلاس میں جناب مظفر علی صاحب نے ایک افسانہ "یہودیہ کا حاکم" کے عنوان سے پیش کیا تھا۔ یہ افسانہ ماہنامہ مخزن میں مدیر اعلیٰ کے ایک خاص نوٹ کے ساتھ اشاعت پذیر ہوا تھا۔ اس کا آخری پیراگراف ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:۔

"اس کا نام یسوع تھا وہ ناصرہ سے آیا تھا اور اسے کسی جرم کی بناء پر صلیب پر لٹکا دیا گیا تھا۔ مجھے

معلوم نہیں اس کا جرم کیا تھا؟ نہیں تو یاد ہوگا۔ پیلاطوس کی بھنویں تن گئیں۔ اور اس کا ہاتھ پیشانی سے لگ گیا جیسے وہ بڑے گہرے سوچ میں پڑا ہو۔ کچھ دیر کے بعد بڑبڑایا۔ یسوع؟ یسوع ناصری؟ مجھے تو اس نام کا کوئی آدمی یاد نہیں آتا۔" (ماہنامہ مخزن اگست ۱۹۴۹ء)

ان حوالہ جات کے آخر میں واقعہ صلیب کی جدید تحقیق کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں:-

"مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اُتریگا ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسےٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ اب تک آسمان سے نہیں اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسےٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دینگے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا۔ اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اب وہ بڑھیگا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

سالانہ مرکزی امتحانات

خدام الاحمدیہ کے سالانہ مرکزی امتحانات ۱۶، ۲۳ جون بروز جمعۃ المبارک کو ہوں گے۔ قائدین کرام پرچوں کی تعداد سے جلد مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ (مہتمم تعلیم)

تعارف کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"مسیح ہندوستان میں"

جون ۱۹۷۸ء میں لندن میں عالمی سطح پر وفات مسیح کے متعلق کانفرنس ہو رہی ہے اس مناسبت سے ماہ جون میں خدام کے مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" مقرر کی گئی ہے۔ خدام خاص اہتمام کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ کتاب کا تعارف ہدیۂ قارئین ہے:۔ (مہتمم تعلیم)

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۹ء میں تصنیف فرمائی۔ اور پہلی بار اس کی عام اشاعت ۲۰ نومبر ۱۹۰۸ء کو ہوئی۔

احادیث میں مسیح موعود کا ایک عظیم الشان کام کسر صلیب بیان کیا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی دوسری تصنیفات میں بھی اس مسئلہ کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن اس معرکہ آراء تصنیف میں حضور نے اس اہم مسئلہ پر تفصیلی بحث فرما کر ایک عظیم الشان علمی تحقیق کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ حضور تریاق القلوب ص۹ میں اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"جو شخص میری کتاب مسیح ہندوستان میں اوّل سے آخر تک پڑھے گا گو وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا یہودی یا آریہ۔ ممکن نہیں کہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اس بات کا وہ قائل نہ ہو جائے کہ مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال لغو اور جھوٹ اور افتراء ہے۔"

حضور اس کتاب کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس کتاب کا اصل مدعا عیسائیوں اور مسلمانوں کے اس عقیدہ کی غلطی کی اصلاح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے ہیں"

نیز فرماتے ہیں:۔

"اس کتاب کو میں اس غرض سے لکھتا ہوں کہ تا واقعات صحیحہ اور نہایت کامل اور ثابت شدہ تاریخی شہادتوں اور غیر قوموں کی قدیم تحریروں سے ان غلط اور خطرناک خیالات کو دُور کروں جو مسلمانوں اور عیسائیوں کے اکثر فرقوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پہلی اور

آخری زندگی کی نسبت پھیلی ہوئی ہیں۔"

اور فرماتے ہیں:-

"سو میں اس کتاب میں یہ ثابت کرونگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے نہ آسمان پر گئے۔ اور نہ امید رکھنی چاہیئے کہ وہ پھر زمین پر آسمان سے نازل ہوں گے۔ بلکہ وہ ایک سو بیس برس کی عمر پاکر سرینگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سرینگر محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے اور میں نے صفائی بیان کے لئے اس تحقیق کو دس باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل کیا ہے۔"

گو حضور کا ارادہ دس باب اور ایک خاتمہ لکھنے کا تھا مگر بعد میں صرف چار ابواب پر اکتفا فرمایا باب اوّل میں مسیح کے صلیبی موت سے بچنے پر انجیلی دلائل کا بیان ہے اس سلسلہ میں ایک دلیل انجیل متی میں مسیح کا یہ قول ہے کہ یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا اگر حضرت مسیح علیہ السلام صلیب کے بعد مر گئے تو مردہ کو زندہ سے کیا مشابہت؟ اور زندہ کو مردہ سے کیا مناسبت؟ کیونکہ حضرت یونس تو مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے اور حضرت مسیح مر گئے ـــــ اس کے علاوہ حضور نے مسیح کی صلیبی موت سے نجات پر متعدد انجیلی شہادات بیان فرمائی ہیں۔

دوسرے باب میں قرآن اور احادیث صحیحہ سے حضرت مسیح کے بچ جانے کی نسبت شہادتوں کا بیان ہے۔ منجملہ ان دلائل کے قرآنی دلیل وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ بیان فرمائی ہے، اور منجملہ اور احادیث کے مسیح کی ایک سو پچیس برس کی عمر پانے کی مشہور حدیث اور کنز العمال کی اس حدیث کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف جا تا کہ کوئی تجھے پہچان کر دُکھ نہ دے۔

تیسرا باب ان شہادتوں کے بیان میں ہے جو طبابت کی کتابوں سے لی گئی ہیں جن میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔

چوتھا باب ان شہادتوں کے بارہ میں ہے جو تاریخی کتابوں سے ملی ہیں۔ اس باب کی پہلی فصل میں ان شہادتوں کا ذکر ہے جو اسلامی کتابوں سے لی گئی ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی سیاحت کو ثابت کرتی ہیں۔ اور جن میں حضرت مسیح کے نصیبین، افغانستان، پنجاب، ہندوستان اور کشمیر کے سفر کا تذکرہ ہے۔

دوسری فصل میں بدھ مذہب کی تاریخی کتابوں کی شہادت ہے مثلاً بدھ اور مسیح کے

خطابات اور ان کی زندگی کے واقعات اور اخلاقی
تعلیم کی مشابہت ہے۔ جس کے باعث ہندوستان
آنے والے مسیح کو بدھ قرار دیا گیا۔

تیسری فصل میں ان تاریخی کتابوں کی شہادت
ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا اس ملک پنجاب
اور اس کی مضافات میں آنا ثابت کرتی ہیں جہاں
حضرت مسیح اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں (یعنی
دس فرقوں) کا پتہ لگانے اور ان کو خدا تعالیٰ
کا پیغام پہنچانے آئے تھے۔

اس ضمن میں حضور نے افغانوں کی اس
روایت کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ وہ دس گمشدہ بنی
اسرائیلی قبائل ہیں۔

آخر میں حضور فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح علیہ السلام کے اس سفر
دور دراز یعنی ہندوستان کے
سفر کی علت غائی یہی تھی کہ تا وہ
اس فرض سے سبکدوش ہو جائیں
جو تمام اسرائیلی قوموں کو تبلیغ کا
فرض ان کے ذمہ تھا۔۔۔ پس اس
حالت میں یہ تعجب کی بات نہیں ہے
کہ وہ ہندوستان اور کشمیر میں
آئے ہوں بلکہ تعجب اس بات میں
ہے کہ بغیر ادا کرنے اپنے فرض منصبی
کے وہ آسمان پر جا بیٹھے ہوں۔"

نقد و نظر

نوٹ:- تبصرہ کے لئے ادارہ کو کتاب کی دو کاپیاں
بھجوانا ضروری ہیں:۔

مہدی موعود کے علمی خزانے (جلد اوّل)

"مہدی موعود کے علمی خزانے" کے نام سے
یہ کتاب "اجمالی تعارف کتب حضرت مسیح موعود"
کی جلد اوّل مطبوعہ ۱۹۶۸ء کا دوسرا ایڈیشن ہے
جسے مناسب ترمیم کے ساتھ نئے سائز پر آفسٹ
طباعت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس جلد میں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۵۴ کتب کا تعارف
کرایا گیا ہے۔ مؤلف بقیہ کتب کا تعارف بھی
عنقریب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ابتداء میں حضرت مسیح علیہ السلام کی کتب
کی اہمیت وافادیت کے بارہ میں قرآن و
حدیث اور حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ
کے ارشادات کے علاوہ غیر از جماعت اہل علم
احباب کی آراء بھی دی گئی ہیں۔

حضور کی کتب کا تعارف حتی الوسع
خود حضور کے الفاظ میں کرایا گیا ہے جس میں
کتاب کے ذیلی عناوین اور منتخب مضامین و
اشعار بھی درج ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی
اہمیت وافادیت واضح کرنے اور ان کے مطالعہ
کا شوق پیدا کرنے کیلئے راہنمائی اور حضرت

مسیح موعودؑ کی کتب کے عمومی و اجمالی تعارف کے طور پر یہ کتاب نہایت مفید ہے خدا کرے احباب کو اس سے کما حقہ استفادہ کی توفیق ملے۔ آمین۔ (ح - م - ا)

صفحات ۳۱۹ سائز ۲۲×۸/۱۸ قیمت ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ:- قیوم اکیڈمی ۹/۱۸ دارالرحمت وسطی ربوہ

"تفسیر خاتم النبیین اور بزرگان سلف"

اس موضوع پر دسمبر ۱۹۷۶ء کے جلسہ سالانہ پر مولوی دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت نے تقریر کی تھی جسے بصورت مقالہ کتابی صورت میں ترمیم و اضافہ کے ساتھ نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے عمدہ کاغذ پر دیدہ زیب آفسٹ طباعت میں شائع کیا ہے۔

اس کتابچہ میں تیرہ صدیوں کے مسلّم بزرگان امت کے حوالہ جات کی روشنی میں مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے آیت خاتم النبیین کے تیس معانی بیان کئے گئے ہیں۔ اور پھر ان معنوں کی تشریح ان بزرگان کے اپنے الفاظ میں پیش کی گئی ہے یہ حوالہ جات مجموعی طور پر ختم نبوت کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے مسلک کی تائید کرتے ہیں۔

جس محنت اور عرق ریزی سے موصوف نے یہ علمی کام کیا ہے وہ قابل قدر اور جماعت کے لٹریچر میں مفید اضافہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کی سعی قبول فرمائے اور اس کتابچہ کو عوام الناس کے لئے ہدایت کا موجب بنائے (آمین) (ح - م - ا)

صفحات: ۸۴ سائز: ۲۲×۸/۱۸

فی کاپی: ۲/۵۰ روپے

۵ سے زائد پر قیمت -/۲ روپے فی کاپی

سالانہ انعامی مقابلہ مضمون نویسی

سالانہ مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت (مدینہ تک)" مقرر ہے مضمون مرکز میں ارسال کرنے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ہے۔ انعام اول، دوم، سوم کیلئے بالترتیب -/۳۰۰، -/۲۰۰ اور -/۱۰۰ روپے مقرر ہے۔ (مہتمم تعلیم)

حاصلِ مطالعہ

جناب مولانا دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت ربوہ

سرزمینِ ربوہ کی تاریخی اہمیّت

ڈاکٹر عبد الحمید خاں ایم۔ اے پی۔ ایچ ڈی نے "محمد بن قاسم پاکستان میں" کے نام سے ایک تحقیقی مقالہ کراچی سے شائع کیا۔ جس سے سرزمین ربوہ کی تاریخی و جغرافیائی اہمیّت پر بھی روشنی پڑتی ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"شہر چنیوٹ کے قریب سندھ سے
کشمیر جانیوالے مسافر دریائے چناب
کو عبور کرتے تھے کیونکہ چنیوٹ جانے
کیلئے راستہ بالکل سیدھا تھا۔ جو
پنج تھات یا جہلم میں سے گذرتا تھا
اسلئے عرب جرنیل محمد بن قاسم چنیوٹ
سے جہلم اور پھر کشمیر گیا۔"

(صفحہ ۲۲ مطبوعہ مسلم پرنٹنگ پریس کراچی)

صقلیہ کے بعض نامور مسلم علماء

صقلیہ (سسلی) جسے قاضی اسد بن فرات نے سنہ ۲۱۲ھ میں فتح کیا سنہ ۴۶۴ھ تک اسلامی عملداری میں رہا پھر نارمن قابض ہو گئے اور اس کے برجوں کی فصیل اور پھاٹکوں پر پرچم اسلام کی بجائے صلیبی جھنڈا نصب کر دیا گیا۔ صقلیہ میں بکثرت اصحاب فضل و کمال پیدا ہوئے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:۔

ابن حکار۔ ابن صاحب الخمس۔ ابن حجر۔ ابن القطاع۔ ابن المعلم۔ ابو بکر ابن عباس۔ امام مازری۔ حجۃ الدین ابن ظفر۔ قاضی رشید۔ شرف الدین صقلی۔ قاسم سرقوسی۔ محمد بن عبدون

(تاریخ صقلیہ از مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی)

ایک عظیم کرامت

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص دس برس رہا۔ ایک روز اس نے بہت تعجب سے عرض کیا۔ کہ مجھے اس عرصہ میں آپ کی کوئی کرامت نظر نہیں آئی؟ آپ نے فرمایا۔ جنید کا کوئی عمل اس دس برس کی مدت میں تم نے خلاف شریعت دیکھا؟ عرض کیا ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اس سے بڑھکر کیا کرامت تم چاہتے ہو؟

(تذکرۃ الصالحین صفحہ ۱۲۶-۱۲۷ از مولانا محمد عبد الحلیم انصاری ناشر دار الاشاعت رحمانیہ پانی پت ۱۹۳۸ء)

سیالکوٹ کی قدیم صحافت

سیالکوٹ کو حضرت مہدی موعود علیہ السلام اپنا دوسرا وطن سمجھتے تھے۔ سیالکوٹ میں حضورؑ کے زمانہ میں مندرجہ ذیل اخبار شائع ہوتے تھے:۔

ریاض الاخبار (۱۸۵۱ء) چشمہ فیض (۱۸۵۲ء) وکٹوریہ پیپر (۱۸۵۳ء) انوار الاسلام (۱۸۹۸ء) پنجاب گزٹ (۱۸۹۸ء) جناب رشید نیاز نے "تاریخ سیالکوٹ" میں ان اخباروں کے مختصر حالات بھی درج کئے ہیں۔

صحافی کا مقام اور فرض منصبی

حضرت خان ذوالفقار علی صاحبؓ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد علی جوہر میدانِ صحافت کے بھی شہسوار تھے۔ آپ نے ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو "کامریڈ" نامی اخبار جاری کیا جو نومبر ۱۹۱۴ء میں بند ہو گیا۔ کامریڈ نے اخباری دنیا میں ہلچل مچا دی ایک انگریز نے لکھا "محمد علی کا دل نپولین کا، زبان برک کی اور قلم میکالے کا ہے۔"

مولانا نے ۶ جنوری ۱۹۱۲ء کے کامریڈ میں حسب ذیل اداراتی نوٹ سپرد قلم کیا:۔

"صحافی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ واقعات کو پوری [illegible] درج کرے۔ اسے خیال رکھنا چاہیئے کہ واقعاتی صحت کا معیار اتنا بلند ہو کہ مؤرخ اس کی تحریروں کی بنیاد پر تاریخ کا ڈھانچہ کھڑا
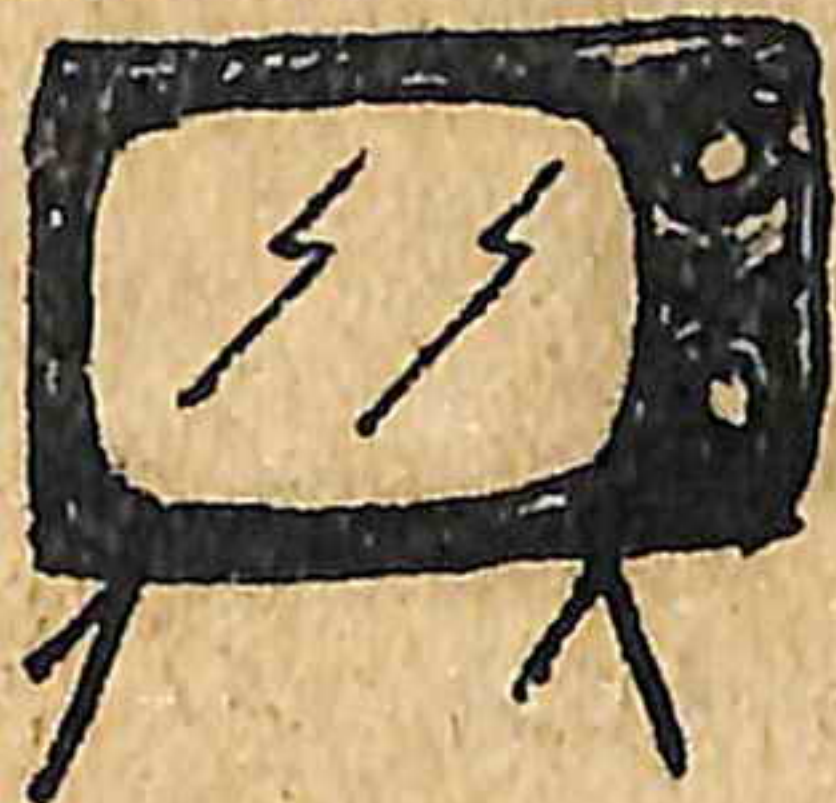
کر سکے۔ صحافی رائے عامہ کا ترجمان ہی نہیں راہنما بھی ہوتا ہے۔ اسے صرف عوام کے دعاوی کی تائید و حمایت ہی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ صحافتی منبر سے عوام کو درس بھی دینا چاہیئے"

(اداریہ نویس از مسکین حجازی صفحہ ۳۲۰-۳۲۱۔ ناشر مرکزی اردو بورڈ۔ لاہور)

چین میں اسلام کی آمد

سر تھامس آرنلڈ اپنی کتاب دعوتِ اسلام (THE PREACHING OF ISLAM) میں لکھتے ہیں کہ

"۶ھ مطابق ۶۲۸ء میں جس کو سنۃ الوفود کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہاب ابن ابی کبشہ رضی اللہ عنہ کو شہنشاہ چین کے پاس اسلام کی خبر دینے کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ کانٹن میں ان کی بہت تعظیم و تکریم ہوئی اور بادشاہ کی طرف سے ان کو اور ان کے مصاحبین کو سلطنت چین میں اسلام کی علانیہ پیروی کرنے اور مسجد تعمیر کرنے کی اجازت مل گئی۔ ۶۳۲ء میں وہاب ابن کبشہ رضی اللہ عنہ اس کام سے فارغ ہو کر عرب کو واپس گئے لیکن جب وہاں پہنچے تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی جانکاہ خبر سنی۔ جو اسی سال میں ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس دفعہ ابن کبشہ نے عرب میں بہت کم قیام کیا کیونکہ جب وہ دوبارہ چین کو روانہ ہوئے تو ایک جلد قرآن شریف کی ان کے ساتھ تھی۔ جو ہجرت کے گیارھویں یا بارھویں سال ۶۳۳-۳۴ء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع ہوا تھا۔ کانٹن پہنچ کر وہاب ابن کبشہ رضی اللہ عنہ نے سفر کی تکان سے بیمار پڑ کر انتقال کیا اور شہر کے قریب دفن کئے گئے یہاں اب تک ان کا مزار مسلمانانِ چین کی زیارتگاہ ہے (باب دہم) (چین کے اشتراکی انقلاب کے بعد اب اس مزار کی کیا حالت ہے؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے)

کلمہ گو کی عزت اور احترام

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے مکتوب نمبر ۳۳ میں فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اور جو اسلام کے راستہ پر چلتا ہے اس کے اندر اگر ہزار عیب بھی ہوں تو بھی چشم پوشی سے کام لینا چاہئے اور اس کی عزت و احترام کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے اس لئے کہ اس کی عزت حقیقت میں اسلام کی عزت کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ ہر کلمہ گو قابلِ احترام اور تعظیم ہے۔ اگرچہ وہ ہزارہا گناہوں کی آلودگیوں میں ملوث ہو۔ اس لئے کہ اگر اس کے ایمان کی نسبت درست ہے تو ایک دن گناہوں پر غالب آئے گی۔ اور سب گناہ ترک ہو جائیں گے یا معافی مانگنے سے یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کرنے سے"

(ترجمہ مکتوبات صفحہ ۱۷۲-۱۷۳
مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ
کراچی ۱)

شکاریات ۵

جم کاربٹ

باتیں جنگل کی

(ترجمہ :- میجر منظور احمد (ریٹائرڈ) ساہیوال)

نوٹ :- قارئین کرام! اس سلسلہ کا نام تبدیل کیا جا رہا ہے کیونکہ اس کتاب میں شکار سے زیادہ جنگل کی باتیں ہیں (مترجم)

کچھ عرصے بعد مجھے ایک توڑے دار بندوق مل گئی اب میں اپنے وفادار کتے ماجوج کے ہمراہ جنگل کے اندر آزادانہ گھومتا پھرتا تھا۔ موضع نیا گاؤں میں سبجائی کا موسم شروع ہو چکا تھا اور فصلیں قریب بوئی جا چکی تھیں۔ یہ کھیت ندی سے ذرا ہٹ کر اس کے ساتھ ساتھ چلے گئے تھے۔ یہ فاصلہ کوئی نصف میل ہو گا ندی اور کھیتوں کی یہ درمیانی پٹی ایک گھنا جنگل تھا جو ہر قسم کے شکار سے پٹا پڑا تھا۔ سُرخ جنگلی مرغیاں۔ مور۔ ہرن اور سؤر کثیر تعداد میں گھومتے پھرتے تھے۔ اور فصلوں کا ستیاناس کرتے رہتے تھے۔

نیا گاؤں ہمارے گھر سے کوئی تین میل ہو گا ایک روز علی الصبح منہ اندھیرے ہی میں اور ماجوج دوپہر کے کھانے کے لئے ایک مور حاصل کرنے کیلئے چلے۔ راستہ ابھی پوری طرح روشن نہیں ہوا تھا اس لئے ہم پگڈنڈی کے درمیان میں نہایت احتیاط سے چل رہے تھے۔

جونہی اُفق پر سورج کی کرنیں نمودار ہوئیں میں نے بندوق بھرنے کا عمل شروع کر دیا اور صاحبو! یہ عمل کیا تھا۔ سب سے پہلے بارود کی ایک مقررہ مقدار ناپنا۔ پھر اسے نالی میں ڈالنا۔ اوپر سے پیسے کی شکل کا نمدے کا ایک ٹکڑا اگرا کر اسے بندوق بھرنے والی چھڑی سے دبا دبا کر نیچے بٹھانا۔ پھر چھروں کی ایک خاص مقدار ناپنا اور نالی میں نمدے کے اوپر گرا دینا۔ گتے کا گول ٹکڑا چھروں کے اوپر چھڑی سے کوٹ کوٹ کر بٹھانا۔ جب چھڑی واپس اُچھلنے لگے تو سمجھو کہ بندوق بھری گئی اس کے بعد پوری طاقت لگا کر گھوڑا اٹھانا اور آگ دکھانے والی ٹوپی کو اپنی جگہ پر بٹھانا۔ پھر باقی سامان واپس تھیلے میں ڈال کر اس کا بٹن بند کرنا (یہ آخری کارروائی نہایت ضروری ہوتی ہے)

چنانچہ ہم چلے کچھ جنگلی مرغیاں اور مور ہمارا راستہ کاٹ کر گزرے مگر زد سے باہر تھے۔ کوئی آدھ میل چلنے کے بعد ہم ایک کھلی جگہ پر پہنچے اور ہم نے دیکھا کہ سات کے قریب مور ایک کے پیچھے ایک قطار باندھ کر کہیں جا رہے ہیں۔ ہم ذرا آگے بڑھے اور پھر میں نے ماجوج کو ان پر چھوڑ دیا۔ موروں کا قاعدہ ہے کہ جنگل میں جب ان کے پیچھے کتا پڑ جائے تو وہ فوراً اُڑ کر درختوں پر جا بیٹھتے ہیں بڑی مشکلوں سے اپنی اور ماجوج کی مشترکہ مساعی سے آخر ایک مور کو مار گرایا۔ ماجوج کو موروں کے

شکار میں بڑا مزا آتا ہے۔ اب جبکہ زیادہ تر مور درختوں کی شاخوں پر تھے۔ ماتوج ان کے گرد گھوم گھوم کر ان بھونکے جارہا تھا۔ کچھ مور دق ہوکر اڑے اور گھنی جھاڑیوں میں اڑنے لگے مگر فوراً ہی کوکتے ہوئے واپس مڑے۔ ماتوج بھی جو ان کے پیچھے چلا گیا تھا دہشت زدہ ہوکر الٹے پاؤں بھاگا اور ان سب کے پیچھے جناب! ایک بپھرا ہوا اور غراتا ہوا شیر۔ ہاں جناب۔ شیر۔ ظاہر تھا کہ یہ سب جانور جنگل کے بادشاہ کی نیند میں مخل ہوئے تھے۔ اور اپنی اپنی جگہ حیرت زدہ خوفزدہ اور غضبناک تھے۔ ماتوج کی گھگھی بندھی ہوئی تھی۔ اور وہ پوری تیزی کے ساتھ دوڑا آرہا تھا۔ جبکہ شیر دھاڑتا ہوا اس کے پیچھے آرہا تھا۔ مزید بدقسمتی یہ کہ ماتوج کا رخ سیدھا میری طرف تھا۔ چاروں اطراف میں پھیلی ہوئی گھبراہٹ کے اس عالم میں ایک مور درخت سے اترا۔ اور بالکل میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ مگر اب مور کا اشتیاق کس کافر کو تھا۔ اب تو ایک ہی تمنا تھی کہ میری یہ کمزور ٹانگیں مجھے دور کہیں دور لے جائیں جہاں شیروں کا سایہ تک نہ ہو۔ ماتوج کی چار ٹانگیں تھیں اور میرے پاس صرف دو۔ اس لئے ایک وفادار ساتھی کو مصیبت میں یوں اکیلے چھوڑتے ہوئے کوئی خاص احساس پشیمانی نہ ہوا۔ اور میں بھی بھاگ کھڑا ہوا۔ یوں بھاگا کہ زندگی میں کبھی نہ بھاگا ہوں گا۔ تھوڑی ہی دیر میں ماتوج مجھ سے بھی آگے نکل گیا۔ رفتہ رفتہ شیر کی آواز آنی بند ہوگئی تو ہم سمجھے کہ اب عافیت میں ہیں۔

اب جب میں کبھی اس وقت کا تصور کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ شیر بھی کیا کہتا ہوگا یقیناً ہنستا ہوگا۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا ہوگا۔ کہ کس طرح ایک بڑا سا کتا اور ایک چھوٹا سا لڑکا جان عزیز کو بچانے کے لئے بگٹٹ دوڑے جارہے ہیں۔ حالانکہ وہ تو صرف اس بدذات کتے کو ذرا جھڑکنے کے لئے اٹھا تھا۔ جس نے نیند خراب کردی تھی۔

گرمیاں گزارنے کے لئے ہم نینی تال چلے جایا کرتے تھے۔ موسم سرما ختم ہوا۔ تو ہم نے نینی تال کی تیاریاں شروع کردیں ساتھ کے کھانے کے لئے میں جنگلی مرغیوں کی تلاش میں نکلا آج میں تنہا تھا کیونکہ ماتوج صاحب ساتھ والے گاؤں کے کتوں کی ملاقات کیلئے ایک قسم کی رخصت فرانسیسی (French leave) پر گئے ہوئے تھے۔ بدیں وجہ میں جنگل کے گھنے حصوں میں جانے سے کترا رہا تھا۔ نیا گاؤں کی نچلی جانب پگڈنڈی کے ارد گرد بہت سے پرندے پیڑوں کے نیچے گلے سڑے پتوں کو کرید کرید کر کیڑے مکوڑے تلاش کررہے تھے۔ مگر مجھے قریب آنے کا موقع نہیں دے رہے تھے۔ آخر میں پگڈنڈی کو چھوڑ کر لمبی گھاس اور جھاڑیوں میں ہولیا۔ بوٹ اور جرابیں اتار کر میں دبے پاؤں پرندوں کے قریب پہنچنا چاہتا تھا

تھوڑی دور گیا ہونگا کہ ایک پیڑ کے نیچے ایک عمدہ جنگلی مرغ دکھائی دیا۔ جنگلی یا گھریلو مرغیوں کی عادت ہے کہ جب خشک پتوں کو کرید کرید کر خوراک تلاش کر رہی ہوں تو وقفے وقفے سے سر اٹھا کر ادرگرد نظر دوڑا لیتی ہیں کہ مبادا کوئی خطرے والی بات ہو۔ میں آہستہ آہستہ اس مرغ خوش رنگ کی طرف بڑھ رہا تھا جب اس کے اوپر دیکھنے کا وقت ہوتا تو میں دم سادھ کر کھڑا ہو جاتا جب وہ مشغول ہو جاتا تو میں چل پڑتا۔ اتنے میں میرے سامنے ایک کھائی سی آگئی جو زیادہ گہری بھی نہیں اور چوڑی بھی نہ تھی البتہ لمبی لمبی گھاس سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اگلی بار جب مرغ نے اپنا سر نیچے کیا تو میں کھائی میں اتر گیا اور قارئین! کیا آپ جانتے ہیں کہ میرا قدم میمنت لزوم کہاں جا کر ہوا؟ ایک خوفناک اژدھے کی پیٹھ پر۔ صاحبو! آپ کو یاد ہوگا چند روز پہلے میں دوڑا تھا کہ ایسا کبھی نہ دوڑا تھا۔ اور اب میں جو اچھلا ہوں تو ایسا اچھلا کہ چشم فلک نے آج تک کسی لڑکے کو اتنا اونچا اچھلتے نہ دیکھا ہوگا۔ جونہی میں کھائی کے پار گرا میں فوراً پیچھے گھوما اور دیکھا کہ اژدھا اپنے بل کھول رہا ہے اٹکل پچو نشانہ لیکر بندوق اس پر خالی کی۔ اور پھر ایسا بھاگا کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔

میری خوش قسمتی تھی کہ جب میں کھائی میں اترا تو اژدھا گہری نیند سویا پڑا تھا۔ ورنہ اپنے بدن کے ساتھ لگتے ہی وہ مجھے سالم نگل جاتا۔ جیسا کہ بعد میں ایکبار میں نے ایک چیتل کو یکبارگی ایک اژدھے کا لقمہ بنتے دیکھا۔ وہ اژدھا کتنا لمبا تھا اور بندوق کا اس پر کیا اثر ہوا یہ جاننے کیلئے میں اس مقام کے نزدیک بھی کبھی نہ گیا۔

فاستبقوا الخیرات

اَخبارِ مجالس

وقارِ عمل

- ۷ر فروری کو مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مارٹن روڈ کراچی نے ایک وقار عمل کے ذریعہ مسجد احمدیہ کے اندرونی و بیرونی ماحول کی صفائی کی۔ یہ وقارِ عمل ۱½ گھنٹے تک جاری رہا۔
- ۷ر فروری کو دارالذکر فیصل آباد کی مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نے شہر سے سات میل دور چک ۱۲۱ حسن پور کے قبرستان میں ڈیڑھ گھنٹہ تک وقارِ عمل کیا جس میں ۳۰ خدام شامل ہوئے۔
- ۷ر فروری قیادت راولپنڈی صدر و حلقہ نور کی مجلس عاملہ نے وقار عمل کر کے مسجد نور کی اندرونی و بیرونی صفائی کی۔ اور مسجد کی بیرونی دیوار پر سفیدی کی گئی۔

اجلاسات سیرۃ النبیؐ

- مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی نے ۳ر مارچ کو جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا۔ جلسہ کی کارروائی محترم شمیم احمد صاحب نائب امیر جماعت کراچی کی صدارت میں ہوئی۔ اس میں مکرم محمد اکرم صاحب مربی سلسلہ مکرم عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ اور مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے متعلق مختلف اور دلچسپ تقاریر کیں۔ علاوہ ازیں ایک طفل عزیزم عمر شہاب نے بھی سیرۃ النبیؐ پہ تقریر کی۔ اس اجلاس میں ۸۴۳ احباب شریک ہوئے جن میں ۲۴ غیر از جماعت زیر تبلیغ احباب بھی شامل ہیں۔
- ۷ر فروری کو نماز مغرب و عشا کے بعد مجلس اورنگی ٹاؤن نے جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا۔ اس میں محترم محمد اکرم صاحب نے رحمۃً للعالمین اور مکرم عبدالسلام صاحب طاہر مربی سلسلہ نے سیرۃ النبیؐ کے عنوان پر خطاب کیا۔ اس اجلاس میں ۱۰۰ احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت بھی شریک ہوئے۔
- ۲۰ر فروری کو قیادت دارالذکر فیصل آباد نے یوم سیرت النبیؐ منایا۔ جس میں صوفی بشارت الرحمٰن صاحب

نے بھی خطاب کیا۔ اس میں علمی مقابلوں کے علاوہ ورزشی مقابلے بھی ہوئے۔ آخر میں ایک مجلس سوال و جواب بھی ہوئی اس میں ۱۸۰ خدام انصار اور اطفال کے علاوہ آٹھ غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔

- ۱۷ر فروری قیادت اورنگی ٹاؤن نے جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا۔ جس میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے متعلق دلچسپ تقاریر ہوئیں اس میں ۸۰ خدام۔ ۱۵ اطفال۔ ۱۵ انصار شامل ہوئے۔
- ۲۰ر فروری قیادت کراچی صدر نے جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا۔ جس میں متعدد مقررین نے سیرت النبیؐ سے متعلق دلچسپ تقاریر کیں۔ اس میں ۲۰۰ احباب جماعت شریک ہوئے۔
- ۲۰ر فروری کو قیادت ڈیرہ غازیخان نے جلسہ سیرت النبیؐ منایا۔ جلسہ گاہ کو خوب سجایا گیا۔ اس میں چار تقاریر ہوئیں۔ اور ۳۸ خدام ۴۰ اطفال ۳۰ مستورات لجنہ ۳۰ انصار کے علاوہ ۹۰ غیر از جماعت بھی شریک ہوئے۔
- ۲۰ر فروری کو گوٹھ چوہدری غلام محمد حیمیہ نے جلسہ سیرت النبیؐ اور ۲۵ر فروری کو جلسہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا۔
- مجلس خدام الاحمدیہ مردان نے ۲۰ر فروری میں جلسہ سیرت النبیؐ و پیشگوئی مصلح موعود منعقد کئے۔ اور مسجد احمدیہ پر چراغاں کا انتظام کیا۔
- ۲۵ر فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ انور آباد نے "یوم مصلح موعود" کے سلسلہ میں ایک جلسہ کا اہتمام کیا جس میں صدر جماعت احمدیہ مقامی نے خطاب کیا۔ اس میں ۱۵ غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے

تربیتی اجلاسات

- چک ۲۱۹ ر۔ب گنڈا سنگھ میں ۹ر مارچ بعد از نماز مغرب تربیتی اجلاس منعقد ہوا مکرمی معتمد صاحب مرکزیہ نے خطاب کیا اور چوہدری شبیر احمد صاحب نے سلائیڈز پیش کیں۔ حاضری انصار ۱۵ - خدام ۲۲ - اطفال ۱۸ - مستورات ۳۰ -
- جڑانوالہ ۱۲ر مارچ کو عام اجلاس ہوا۔ وقت ۱½ گھنٹہ۔ حاضری انصار ۵ - خدام ۱۱ - اطفال ۸ -
- چک ۱۰۹ ر۔ب نرائن گڑھ - ۱۳ر مارچ کو تربیتی تقاریر ہوئیں - حاضری ۱۵ تھی -
- پیر محل ۱۷ر مارچ - تربیتی اجلاس میں حاضری انصار ۸ - خدام ۸ - اطفال ۸ - مستورات ۸ -
- چک ۲۹۵ ر۔ب بیریا نوالہ ۱۷ر مارچ تربیتی اور تعلیمی امور پر تقاریر ہوئیں حاضری انصار ۸ خدام ۸ اطفال ۶ -
- چک ۳۱۲ ج۔ب کھوکھوالی - ۹ر مارچ کو مکرمی و محترمی مولوی سید احمد علی صاحب نے تقریر فرمائی - حاضری انصار ۱۰ - خدام ۱۵ - اطفال ۱۲ مستورات ۱۸ ؛

Monthly KHALID Rabwah
JUNE 1978 Editor : HAFIZ MUZAFFAR AHMAD Regd. No. L5830

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا